حکومتِ پاکستان سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

یوتھ انٹرنیشنل

لاہور
پاکستان

وزیر اعظم جاپان
توشیکی کائفو کے
حالیہ دورۂ پاکستان کے نتائج کیا برآمد ہوں گے؟

تفصیلی رپورٹ اندرونی صفحات میں

خادم الحرمین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے ساتھ پاکستانی سینیٹروں کے وفد کی ملاقات کا ایک منظر

آؤ سب مل کر ترقی کریں
ترقی میں تعاون سے خوشحالی
دی مُسلم کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ (رجسٹرڈ)
کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ ۱۹۲۵ کے تحت دائرہ کار کل پاکستان۔ ممبران کی خدمت میں رواں دواں
کے منصوبوں میں
شرکت کرکے
زیادہ سے زیادہ
منافع حاصل کریں
رکس انویسٹمنٹ پر سب سے زیادہ منافع
دی مُسلم کوآپریٹو ڈویلپمنٹ کارپوریشن لمیٹڈ : فون ۸۵۴۷۱۰ - ۸۵۵۸۶۲

Only Michelin radials give you something extra in reserve.
MXL
XZY
Switching from crossplies to Michelin radials, is like fitting a reserve fuel tank. What's more, due to Michelin radial technique less rolling resistance, you'll pay your Michelin radial tyre with the fuel you'll save.
MICHELIN
Switch to Michelin: all their tyres save fuel!

یونائیٹڈ بینک کھلاڑیوں کا قدر دان

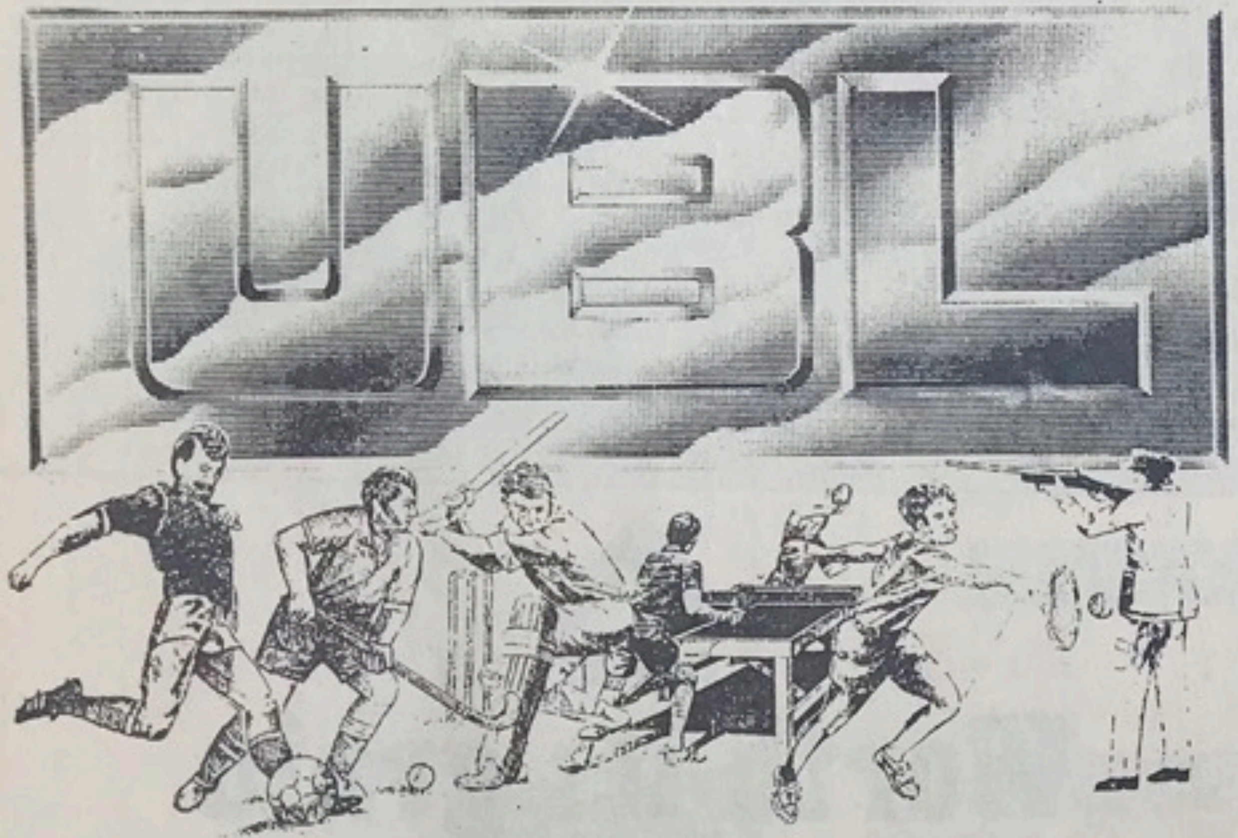

پاکستان میں کرکٹ، ہاکی، فٹ بال، بیڈمنٹن ٹیبل ٹینس، رائفل شوٹنگ اور دیگر کھیلوں کے فروغ میں ہم نے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔
ہماری نگرانی میں تربیت یافتہ کئی کھلاڑی اپنے ملک و قوم کے لئے ایک بیش قیمت اثاثہ بن کر اُبھرے۔ آئندہ بھی یو۔بی۔ایل ہونہار نوجوانوں کو اپنی صلاحیتیں اُبھارنے کے مواقع فراہم کرتا رہے گا۔

یو بی ایل یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ
— ترقی ہمارا شعار

now in silver jubillee year

NATIONAL INDUSTRIAL CO-OPERATIVE FINANCE CORPORATION LTD.

MOST RELIABLE

ESTABLISHED 1964
REGISTERED UNDER CO - OPERATIVE SOCIETIES ACT 1925

225 BRANCHES SERVING MILLIONS OF MEMBERS THROUGH OUT PUNJAB

CENTRAL OFFICE MALLVIEW PLAZA BANK SQUARE LAHORE

بین الاقوامی نوجوان برادری کا واحد حقیقی ترجمان

حکومت پاکستان سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت

یوتھ انٹرنیشنل

لاہور
پاکستان

جلد: ۲ شمارہ: نمبر ۸ اگست ۱۹۹۰ء

ایڈیٹر انچیف: محمّد صدیق القادری

اس شمارے میں

اداریہ	۶
یہ کس کا پاکستان ہے	۷
جاپانی وزیر اعظم کا دورہ پاکستان	۸
فلورنس	۱۳
سیاسی تبدیلیاں	۱۶
میر نبی بخش زہری	۱۹
پاکستان ریلویز	۲۱
وزیر اعظم صاحبہ ہوشیار	۲۳
خبرنامہ	۲۶
طلبہ کی سرپرستی کیوں؟	۲۸
دلچسپ واقعات	۳۱

پاکستان ---	۱۵ روپے
ہندوستان ---	۱۰۰ ڈالر
سعودی عرب -	۵ ریال
بحرین، کویت --	۵۰۰ فلس
انگلستان ---	۱.۵۰ پونڈ
کینیڈا ---	۲ ڈالر

سب ایڈیٹرز

مس روبینہ قادری ● غلام مرتضیٰ القادری

قلمی معاونین

ڈاکٹر صغیر کامران ● غضنفر کاظمی
چوہدری اسلم ● مسز شہناز ارشد

عکاسی

تبسم نوید ● یامین صدیقی
فرمان قریشی ● صغیر احمد عادل

رپورٹرز

توصیف القادری
مس خالدہ

نمائندگان بیرون ملک

ایم عارف سلیمی (مغربی جرمنی) سلطان احمد (سعودی عرب)

قانونی مشیر اقبال محمود اعوان (ایڈووکیٹ)

سرکولیشن مینجر عبدالستار نیازی

قیمت: پندرہ روپے فی کاپی

خط و کتابت کے لیے

ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو/انگلش۔ ایوانِ اوقاف بلڈنگ نزد ہائی کورٹ پوسٹ بکس نمبر ۲۳۴۶ جی پی او لاہور پاکستان۔ فون نمبر ۵۴۷۲۹

پبلشر محمد صدیق القادری نے ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل اردو/انگلش جسارت پرنٹرز ۲ بسر کلر روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل ایوانِ اوقاف بلڈنگ سے شائع کیا

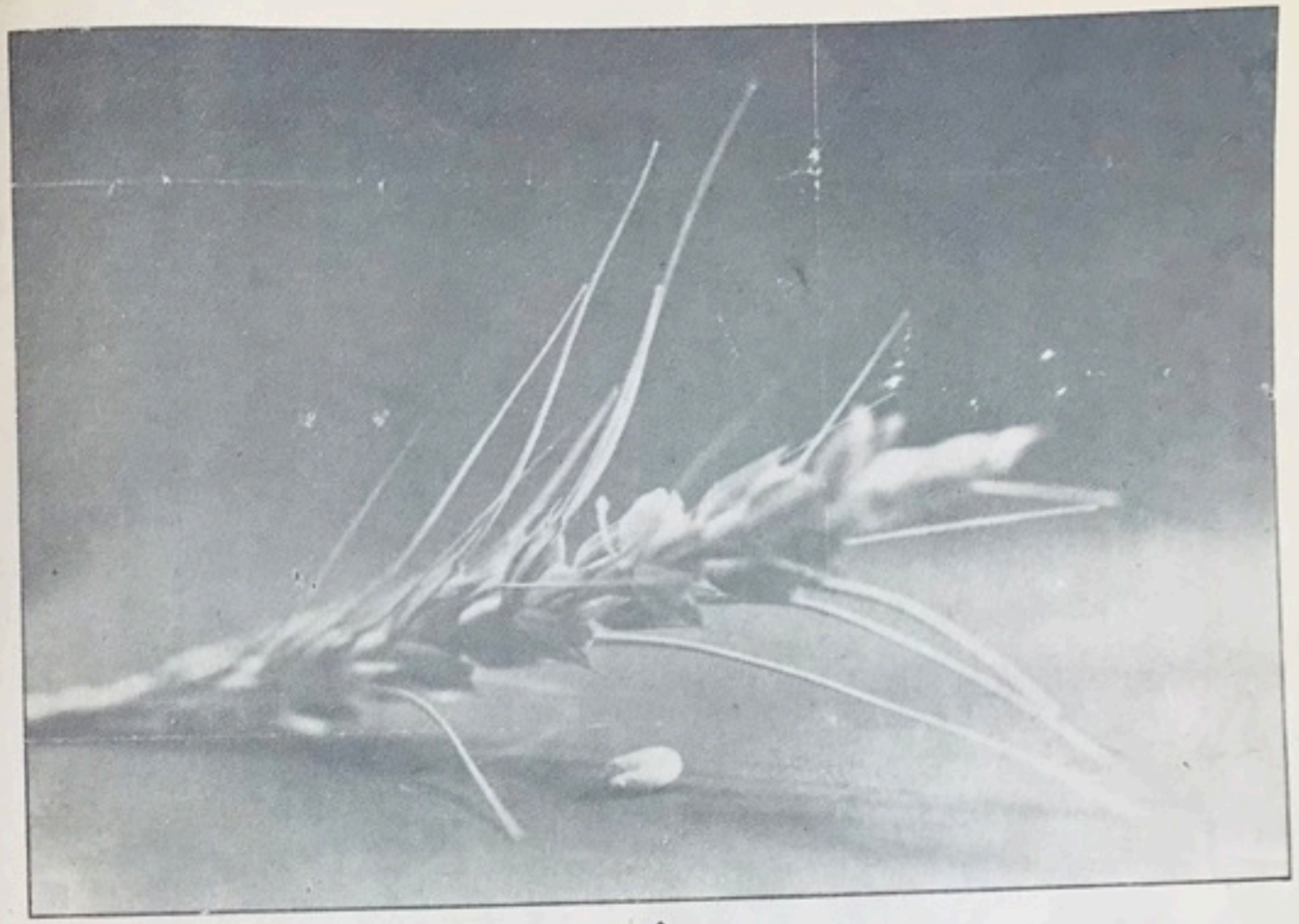

NFC

Worth its grain

Modern times are a true measure of expertise. Only the best have a chance to survive. By giving the optimum. By getting the optimum.

At NFC, we believe in that. Over the years, we have displayed an unwavering commitment to the cause of agriculture in Pakistan. To enhance the crop yield. To improve its quality. To better the lot of the farmer.

We believe that a piece of land can yield more, yield better, through a judicious use of fertilizers. To make that possible, NFC offers expertise in shape of agronomists and other professionals who provide free advice. Our experts help the farmer in a correct evaluation of his land requirements, and also guide him in making a right choice from amongst various kinds of fertilizers that NFC offers.

And to make it convenient for the farmer, NFC has the largest dealer network operating all over Pakistan, almost exclusively in the Northern Areas and Azad Kashmir.

NFC is trying to reach out to the farmer. Wherever he is. To work in unison with him. To give him the right advice. The right fertilizer. So that he could prosper. Pakistan could prosper.

NFC **Honouring a Commitment**

NFC.3.86 Danad

اداریہ

جاپانی قوم خراجِ تحسین کی مستحق ہے

انسانی حقوق کی علمبردار سپر پاور امریکہ نے انتہائی کمزوری اور بزدلی کا مظاہرہ کرکے ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو جاپان کے شہر ہیروشیما پر ایٹم بم برسائے تھے۔ امریکہ کے انسان دشمن اقدام سے ایک لاکھ تیس ہزار جاپانی ہلاک ہوگئے تھے۔ تین دن کے بعد ناگاساکی پر بھی ایٹم بم برساکر امریکہ نے انسانی تاریخ کا سیاہ ترین باب رقم کیا تھا۔ انسانیت پر ایٹمی حملے کے ذریعے خوفناک ظلم وستم کی ابتداء کرکے امریکہ نے انسانیت کا سب سے بڑا دشمن ہونے کا ثبوت دیا۔ اور عالمی امن کو خطرے سے دوچار کردیا۔ انسان دوست' امن پسند قومیں امریکہ کی انسانیت کے خلاف ایٹمی حملے کی ہمیشہ شدید مذمت کرتی رہیں گی۔

۶ - ۹ اگست کو لاکھوں جاپانی ہر سال سوگواری کے دن مناتے ہیں۔ امن پارک میں اکٹھے ہوکر انسانیت پر ہونے والے عظیم ظلم وستم کے خلاف اپنے جذبات کا بھرپور اظہار کرتے ہیں۔

ہیروشیما' ناگاساکی پر ایٹمی حملے کی ۴۵ ویں برسی کے موقعہ پر ہم جاپانی عوام کے ساتھ بھرپور یکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرائے جانے والے بم دنیائے انسانیت پر آخری ثابت ہوں گے۔

ہم جاپانی عوام کے صبر وتحمل' بلند حوصلے پر زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔ اتنا بڑا ظلم برداشت کرنے کے باوجود جاپان عالمی سطح پر قیامِ امن کے فروغ میں مثالی کردار ادا کررہا ہے۔ جاپان کی امن پسندی ہی وہاں کی تعمیر وترقی اور خوشحالی کا راز ہے آج جاپان دنیا کی عظیم اقتصادی قوت بن چکا ہے۔ مستقبل میں دنیا کی سپر پاور بننے کے روشن امکانات ہیں۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اقوام متحدہ کی طرف سے منائے گئے - نوجوانوں کے عالمی سال کے موقع پر سب سے زیادہ فنڈز جاپان نے ہی دیئے تھے۔

جاپان پاکستان کا گہرا قریبی دوست ملک ہے۔ اقتصادی شعبے میں جاپان کا پاکستان کے ساتھ بھرپور تعاون قابلِ تعریف ہے پاکستانی حکومت اور عوام خصوصاً نوجوانوں کو جاپان کی برق رفتار ترقی اور خوشحالی سے بہت کچھ سیکھنا چاہیئے۔

محمد صدیق القادری

نئی نسل پوچھتی ہے!
یہ کس کا پاکستان ہے؟؟

آئیے! 43 سال بعد ہم اپنے پیارے پاکستان کو دل و جان سے تسلیم کرلیں ایسا نہ ہو کہ وقت گزر جائے اور ہمیں مہلت نہ مل سکے!

14 اگست ہر سال آتا ہے چلا جاتا ہے
لکھنے والے لکھتے ہیں---- 14 اگست کو پاکستان بنا تھا
کہنے والے کہتے ہیں---- قربانیاں دی تھیں پاکستان بنا تھا
پرانی نسل کہتی ہے---- پاکستان ہم نے بنایا تھا
نئی نسل کہتی ہے---- کس کے لئے بنایا تھا
بزرگ کہتے ہیں---- بنایا تو آپ کے لئے تھا
نئی نسل پوچھتی ہے---- مقاصد کیا تھے
بزرگ کہتے ہیں---- انصاف آزادی معاشی استحکام کیلئے اسلام کے لئے
نئی نسل پوچھتی ہے---- یہ کس کا پاکستان ہے
بزرگ کہتے ہیں---- یہ سب کا پاکستان ہے
ایک سر پھرا کہتا ہے---- یہ تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے

پھر سوال ہوتا ہے تو جواب آتا ہے---- یہ اس کا پاکستان ہے جو صدر پاکستان ہے

چھوڑیئے اس بحث کو 14 اگست کی بات ہورہی ہے۔ یہ دن قومی سطح پر منایا جاتا ہے قوم کی حب الوطنی کے جذبوں کو اجاگر کرنے کے لئے، وطن عزیز میں اصلاح احوال کے لئے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہنے کی تبلیغ کے لئے 14 اگست سرکاری اہتمام میں منایا جاتا ہے اس روز اس دن میں سینماؤں کے چار شو چلتے ہیں ان بازاروں میں دن کو بھی رونق ہوتی ہے۔ تفریحی مقامات مقدس مقامات پر کھیل تماشے ہوتے ہیں۔ آوازے کسے جاتے ہیں عورتوں کی بے حرمتی ہوتی ہے بڑے لوگ بڑے ہوٹلوں میں اور چھوٹے لوگ چھوٹے ہوٹلوں میں "پاکستان" پر بحث کرتے ہیں سرکاری سطح پر تقاریب ہوتی ہیں شہدائے پاکستان کی ہڈیوں کی قسم کھا کر جھوٹ بولے جاتے ہیں دوشیزاؤں کی آبرو کے حوالے دے کر فریب کا اظہار کیا جاتا ہے۔ بوڑھوں بزرگوں کی لاشوں کا سودا کرنے والے اسلام کے مبلغ نظر آتے ہیں۔ قومی لٹیرے محب وطن ہوتے ہیں اور غریب غدار نظر آتے ہیں حکمرانوں کی تقریریں چالیس سال سے ایک ہی رنگ کی سننے میں آرہی ہیں تقریریں پڑھ کر عوام کو ستانے والے بدل جاتے ہیں تقریروں کے لکھاری وہی ہوتے ہیں بس لفظوں کا ہیر پھیر اور سیاست میں ہیرا پھیری ہے اب کے بھی 14 اگست آیا تقریریں ہونگی ریڈیو ٹی وی پہ وزیراعظم خطاب فرمائیں گی۔ تمام اکابرین اور حکمران سرکاری پیغامات جاری کریں گے ان پیغامات اور بیانات کی یہ بھی خوبی ہے کہ اکثر اوقات وہ اس کا متن اخبارات میں پڑھتے یا ریڈیو ٹی وی سے سنتے ہیں پھر جھوٹ بولا جائے گا پھر فریب کیا جائے گا پھر ریا کاری کے مظاہرے کئے جائیں گے ہر طرف جھنڈے ہونگے قومی پرچم کے نیچے کھڑے ہو کر منافقت کا درس دیا جائے گا پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنانے کے عہد کئے جائیں گے۔ ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچی جائے گی چھوٹی سے بڑی کرسی کی طرف دوڑ لگائی جائے گی بڑی کرسی کو مضبوط کرنے کی کوشش کی جائے گی قیام پاکستان کے مقاصد کو پورا کرنے کے اعلانات کئے جائیں گے قوم کو لوٹنے کے منصوبے بنائے جائیں گے قوم ایک بار پھر لیڈروں کے بیانات پڑھے گی تقریریں سنے گی اور خاموشی سے گھر آکر سوچے گی کہ یہ تقریر کتنی بار سنی جا چکی ہے۔ مجھے دوسرے لوگوں کا تو علم نہیں۔ میں نے یہ تقریر 40 بار سنی ہے چالیس مرتبہ دھوکہ کھایا ہے 40 مرتبہ فریب میں آیا ہوں چالیس مرتبہ استعمال ہوا ہوں چالیس مرتبہ لٹا ہوں چالیس مرتبہ بکا ہوں چالیس مرتبہ تڑپا ہوں میری طرح اور بھی لوگ کئی بار تڑپے ہونگے مگر اب کیا ہوگا 14 اگست آئے گا آزادی کے بعد لوگ "مادر پدر آزادی" دیکھ کر یہی کہیں گے

یہ تیرا پاکستان ہے نہ میرا پاکستان ہے

نہ جانے وہ 14 اگست کب آئے گا۔ جب معصوم بہنوں اور بیٹیوں کے دوپٹے کی آبرو کی قیمت ادا کرے گا وہ پاکستان کہاں ہے جس کا تصور دیکھ جیالے خون میں نہا گئے تھے اور پھر وہ پاکستان کب بنے گا جب تڑپتی سسکتی اور بلکتی انسانیت نے پاکستان کی شکل میں پاک دھرتی کے خواب دیکھے تھے---- بتایئے وہ پاکستان بنے گا بھی کہ نہیں ---- فوراً بتایئے---- فوراً۔

جاپانی وزیر اعظم

توشیکی کائفو

کا دورۂ پاکستان

تحریر: محمد صدیق القادری
ایڈیٹر انچیف یوتھ انٹرنیشنل

جاپان چار بڑے جزائر پر مشتمل ہے جو براعظم ایشیا کے آخر تک پھیلے ہوئے ہیں جاپان کے طویل ساحل پر بہت سی شاندار بندرگاہیں اور گودیاں ہیں بنیادی طور پر آتش فشاں نوعیت کے جزائر ہونے کی وجہ سے سارے علاقے پر پہاڑ واقع ہیں قابل کاشت زمین کا رقبہ انتہائی محدود ہے یہی وجہ ہے جاپان نے اپنے شہروں اور صنعتوں کو بہر الکاہل کے ساتھ ساتھ ہموار ساحلی علاقوں میں قائم کیا ہے جاپان کی موجودہ آبادی تقریباً ۱۲۱ ملین نفوس پر مشتمل ہے ۔ زیادہ تر عوام میدانی علاقوں میں آباد ہیں جہاں بڑے بڑے شہر آباد ہیں جاپان کا دارالحکومت ٹوکیو دنیا کا حسین و جمیل قابل دید شہر ہے جاپان کی آب و ہوا معتدل البتہ شمالی اور وسطی علاقوں میں سردیوں میں خوب برفباری ہوتی ہے لیکن جنوب میں سردی کم پڑتی ہے موسم بہار میں چاروں طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے موسم بہار اور خزاں خوشگوار ترین مہینے ہیں سارا سال خوب بارشیں بارشیں بھی ہوتی ہیں اور دھوپ بھی خوب چمکتی ہے جاپان میں متعدد تیز رو دریا شفاف پانی کی جھیلیں اور گرم پانی کے چشمے ہیں جو لوگوں کو تفریح اور آرام فراہم کرنے میں موزوں ترین ہیں جاپانی نوجوان کھیلوں کے بہت رسیا ہوتے ہیں خوبصورت مقامات پر پیدل سفر کرنا پہاڑوں پر چڑھنا

جاپان اور پاکستان کے مابین مذاکرات کا ایک خوشگوار منظر

جاپانی نوجوانوں کے پسندیدہ مشاغل ہیں جاپانی نوجوان سردیوں میں سکی رنگ اور اسکیٹنگ کرتے ہیں موسم گرما میں کشتی رانی اور پیراکی سے خوب لطف اندوز ہوتے ہیں مقبول کھیلوں میں جمناسٹکس ' بیس بال ' پیراکی سکی رنگ اور فٹ بال ہیں روایتی کھیلوں میں شمشیر زنی سومو اور جوڈو بہت مقبول ہیں ہر بڑے جزیرے کو نیشنل ریلویز کے ذریعے ملا دیا گیا ہے تاکہ سیاح آسانی کے ساتھ جاپان کے خوبصورت نظاروں کو دیکھ سکیں جاپان میں بہت سے رنگ برنگ کے تہوار منائے جاتے ہیں۔ ۵ مئی کو یوم اطفال ' ۷ جولائی کو ستار فیسٹول ' ۵ مارچ کو بچیوں کا دن منایا جاتا ہے۔

جاپانی نوجوان انتہائی محنتی اور جفاکش ہیں اپنے ملک سے بھرپور محبت ' عقیدت رکھتے ہیں ہر جاپانی

جاپانی لڑکی اچھی دوست وفادار بیوی ہوتی ہے۔

نوجوان میں ترقی کا جذبہ موجزن رہتا ہے جاپانی لڑکیاں انتہائی خوبصورت ٹوٹ کر محبت کرنے والی ہیں جاپانی لڑکی اچھی دوست وفادار بیوی قابل فخر ماں ثابت ہوتی ہے جاپان میں زیادہ تر کنبے ماں ' باپ اور دو بچوں پر مشتمل ہوتے ہیں ان کی رہائش گاہیں صاف ستھری اعلیٰ ترین معیار زندگی کا مثالی نمونہ ہوتی ہیں گھروں میں رنگین ٹیلی ویژن ' واشنگ مشینیں ' ریفریجریٹر اور ویکیوم کلینرز تقریباً ہر جاپانی کے گھر میں موجود ہوتی ہے۔ جاپان کی ملازم پیشہ آبادی میں صرف ۸.۵ فی صد لوگوں کا تعلق زراعت کے شعبے سے ہے۔ کھیتی باڑی میں جدید مشینیں اور آلات استعمال کرتے ہیں اقوام متحدہ کے ادارہ خوراک و زراعت کے ۱۹۸۵ء کے اعداد و شمار کے مطابق چاول کی پیداوار کے اعتبار سے جاپان دنیا بھر میں نویں نمبر پر ہے۔ جاپان میں تمام بچوں کیلئے نو سال تک تعلیم حاصل کرنا ہر حال میں لازمی ہے۔ تعلیم کا سلسلہ کچھ اس طرح ابتدائی سکولوں میں چھ سال تک نچلے درجے کے ثانوی سکولوں میں تین سال تک تعلیم دی جاتی ہے نو سالوں میں تمام تعلیم حکومت جاپان کی جانب سے مفت فراہم کی جاتی ہے جاپان میں تقریباً سو فی صد بچے ان سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں اس کے بعد

محترمہ بے نظیر بھٹو توشیکی کائفو کے اعزاز میں استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے

مسز ساچیہ کائفو ایک مریضہ کو تحفہ دیتے ہوئے ساتھ ان کی صاحبزادی کھڑی ہیں

اعلیٰ ثانوی سکول میں تین سال اور یونیورسٹی میں ۴ سال کیلئے داخلہ لے سکتے ہیں نو سال کی لازمی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۹۵ فی صد طالبات اور ۹۳ فی صد طلباء اعلیٰ ثانوی سکولوں میں تعلیم جاری رکھتے ہیں اس کے علاوہ جاپان میں جونیئر کالج میں ۲ سال ٹیکنیکل کالج میں ۵ سال کیلئے گریجویٹ سکول موجود ہیں۔

جاپان میں پارلیمانی جمہوری نظام کے تحت حکومت ہے پارلیمینٹ جمہوری حکومت کی اقتدار اعلیٰ ہے جو ایوان نمائندگان اور ایوان مشاورت پر مشتمل ہے پارلیمینٹ ووٹ کے ذریعے وزیر اعظم کا انتخاب کرتی ہے ۔ وزیر اعظم پارلیمینٹ ممبران میں سے ۲۰ وزراء پر مشتمل کابینہ کا تقرر کرتا ہے۔ جاپان میں ۲۰ سال یا اس سے زائد عمر کے تمام شہریوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہے ۔ ملک میں شہنشاہیت ہے جبکہ ملکی نظام جمہوری بنیادوں پر کامیابی و کامرانی سے چل رہا ہے اج کل جاپان کے وزیر اعظم عزت ماب جناب توشیکی کائفو ہیں جن کی ولولہ انگیز مدبرانہ قیادت میں جاپان ترقی و خوشحالی کی منزل کی طرف رواں دواں ہے جاپانی عوام کی شب و روز کی جفاکشانہ محنت اور پرحوصلہ ہمت کا ثمر ہے جاپان ایشیا کا واحد ملک ہے جس کا شمار دنیا کے صف اول کے صنعتی ملکوں میں ہوتا ہے اس وقت جاپان بڑی تیزی کے ساتھ دنیا کی ایک عظیم سپر صنعتی طاقت بن گیا ہے دنیا کی بڑی سپرپاور بھی جاپانی عوام کی حیرت انگیز ترقی و خوشحالی و صنعتی قوت سے پریشان اور بے بس ہو گئی ہیں۔

محترمہ بے نظیر بھٹو جاپانی وزیر اعظم کو الوداع کرتے ہوئے

پاک جاپان تعلقات

جاپان کے پاکستان کے ساتھ کافی گہرے دوستانہ دیرینہ مراسم ہیں جب ۲۷ مئی ۱۹۵۷ء کو جاپان کے سابق وزیر اعظم مسٹر کشی پاکستان کے سرکاری دورے پر تشریف لائے اس موقعہ پر پاک جاپان ثقافتی معاہدے پر دستخط کئے تو اس وقت سے ہی پاک جاپان دوستی کے رشتے استوار ہونا شروع ہو گئے پھر نومبر ۱۹۶۱ میں وزیر اعظم اکیرا تشریف لائے۔ اپریل ۱۹۸۴ء میں وزیر اعظم یاسو ہیرو ناکاسونی اور مئی ۱۹۹۰ء سوجورو وزیر اعظم عزت ماب توشیکی کائفو تشریف لائے اس لحاظ سے جناب کائفو پانچویں وزیر اعظم جاپان ہیں جو پاکستان کا کامیاب دورہ کر کے گئے ہیں پاکستان کے سابق وزیر اعظم حسین شہید سہروردی نے سب سے پہلے اپریل ۱۹۵۷ء میں جاپان کا دورہ کیا پھر مئی ۱۹۵۷ء کو سابق وزیر اعظم جاپان مسٹر کشی کے دورہ پاکستان کے موقع پر پاک جاپان ثقافتی معاہدے پر دستخط ہوئے پھر ۱۷ فروری ۱۹۵۹ء کو معاہدہ انکم ٹیکس پر دستخط ہوئے پھر ۱۸ دسمبر ۱۹۶۰ء دوستی اور تجارت کے معاہدے پر دستخط ہوئے پھر جنوری ۱۹۶۱ کو ویزا ہٹانے کا معاہدہ ہوا اور اکتوبر ۱۹۶۱ء کو معاہدہ ہوابازی ہوا پاکستان کی تجارت اس وقت جاپان کے ساتھ دیگر تمام ممالک کی نسبت سب سے زیادہ ہے پاکستان جاپان کو روئی ۔ سوتی کپڑا ۔ مچھلی ۔ ربڑ اور چمڑے کی مصنوعات برآمد کرتا ہے۔ جبکہ جاپان سے پاکستان میں ہر قسم کی گاڑیاں، مشینیں دودھ ۔ ٹائر ٹیوب ۔ اور اس سے بنی ہوئی اشیاء اور مصنوعی ریشے سے بنے ہوئے ملبوسات و کپڑا درآمد ہوتا ہے۔

سابق وزیر اعظم محمد خاں جونیجو جولائی ۱۹۸۷ء میں جاپان کے سرکاری دورے پر گئے پاکستان میں جمہوری حکومت کے آنے سے پوری دنیا میں پاکستان کے وقار میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔ فروری ۱۹۸۹ء میں پاکستان کی وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے دورہ جاپان سے پاک جاپان تعلقات میں بڑی قربت پیدا ہوئی جاپان کے موجودہ روشن خیال مدبر دور اندیش حکمران وزیر اعظم توشیکی کائفو کے حالیہ خیرسگالی کامیاب دورہ پاکستان سے پاک جاپان دوستی میں نئے باب کا اضافہ ہوا ہے جاپان پاکستان دوستی ایشیا میں امن و خوشحالی کیلئے مثالی رول ادا کر سکتی ہے۔

جاپان دنیا میں امن و سلامتی کا خواہاں ہے

وزیر اعظم جاپان توشیکی کائفو کی اہلیہ محترمہ مادام ساچیو کائفو اور صاحبزادی کے ساتھ جاپانی پارلیمینٹ کا اعلیٰ اختیاراتی وفد لے کر پاکستان آئے تو پاکستانی عوام کی منتخب وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے اسلام آباد کے ہوائی اڈے پر معزز مہمانوں کا پرتپاک استقبال کیا اس موقع پر چیف آف آرمی سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ اور تینوں مسلح افواج اور سول اداروں کے اعلیٰ حکام وفاقی وزراء اراکین پارلیمینٹ اور آصف علی زرداری بھی موجود تھے معزز مہمانوں کو ننھے منے بچوں نے پھولوں کے گلدستے پیش کئے وفد کے قائد نے گارڈ آف آنر کا معائنہ کیا۔ جاپانی وزیر اعظم نے صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خاں سے ملاقات کی اس کے بعد وزیر اعظم پاکستان سے دو طرفہ تعلقات کے بارے میں مذاکرات کئے محترمہ بے نظیر بھٹو نے وزیر اعظم جاپان اور ان کے وفد کے اراکین کے اعزاز میں خوبصورت پرتکلف استقبالیہ دیا وزیر اعظم جاپان توشیکی کائفو نے شکرپڑیاں پر اپنے ہاتھوں سے پودا لگایا جو ہمیشہ کیلئے پاک جاپان دوستی کی یاد تازہ کرتا رہے گا۔

وزیر اعظم جاپان کی اہلیہ مادام ساچیو کائفو اور ان کی نوجوان خوبصورت بیٹی جو غالباً جاپانی نوجوانوں کی طرف سے دوستی اور محبت کا پیغام لے کر آئیں اپنی والدہ کے ساتھ ٹیکسلا میوزیم کے علاوہ اسلام آباد کے مختلف اہم مقامات کو دیکھنے کیلئے گئیں۔

پاک جاپان وزرائے اعظم کے درمیان بات چیت کے دو کامیاب دور ہوئے وزیر اعظم جاپان نے اپنے تاریخی دورہ پاکستان کے موقعہ پر پاکستان کو وافر مقدار میں قرضہ ٹیوٹا کرولا کاروں کے پلانٹ کی منظوری دی پاکستان میں مزید سرمایہ کاری کیلئے خوشنما تاثرات کا اظہار کیا۔

جاپانی وفد اپنا خیرسگالی کامیاب دورہ ختم کر کے پاک جاپان دوستی کی خوشگوار یادیں لے کر پاکستان سے رخصت ہوئے وزیر اعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے معزز جاپانی مہمانوں کو الوداع کہا۔

سوال یہ ہے کہ وزیر اعظم جاپان کے حالیہ دورہ پاکستان کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں اس حقیقت سے کسی بھی صورت میں انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جاپان کے وزیر اعظم توشیکی کائفو کے حالیہ دورہ پاکستان سے دونوں دوست ممالک کے درمیان مزید اقتصادی و صنعتی تعاون کے روشن امکانات پیدا ہوئے ہیں۔ جاپان کا پاکستان سے ساتھ بھرپور تعاون و صنعتی اشتراک اس خطے کی ترقی و خوشحالی کیلئے ضمانت بن سکتا ہے جاپانی فرمیں کئی شعبوں میں جدید ٹیکنالوجی کے حصول میں پاکستان کی قابل یقین حد تک مدد کر سکتی ہیں پاکستان کو انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کے لئے ضروری ہے جاپان کے ساتھ ہر شعبہ ء زندگی میں خصوصی روابط قائم کئے جائیں طلباء اور نوجوانوں کو مطالعاتی دوروں کیلئے جاپانی حکومت کے تعاون سے بھیجا جائے ہمارے ملک کے طلبہ اور نوجوان اقتصادی شعبے میں جاپان کی قابل رشک ترقی اور خوشحالی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں ہر پاکستانی کے لئے یہ بات سمجھنے کی اشد ضرورت ہے کہ جاپان پرامن آزاد پالیسی پر گامزن رہتے ہوئے کس طرح دنیا کی ایک عظیم ناقابل شکست اقتصادی قوت بن گیا ہے۔

مختلف تصویری جھلکیاں

پاکستان کیلئے جاپانی اقتصادی تعاون

۱: تیکنیکی تعاون

پاکستان کے لئے جاپان کے اقتصادی تعاون کا آغاز تیکنیکی تعاون کی صورت میں ۱۹۵۸ء میں اس وقت عمل میں آیا جب جاپان، کولمبو پلان نامی بین الاقوامی منصوبے کا رکن بنا۔ تیکنیکی تعاون کے اس منصوبے کے تحت پاکستانی افراد کو جاپان میں تربیتی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں اور جاپانی ماہرین کی خدمات پاکستان کو بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ یہ تعاون زراعت، ماہی پروری، کان کنی، نقل و حمل اور مواصلات جیسے بہت سے شعبوں میں ترقیاتی سرگرمیوں میں استفادے کا باعث بنا ہے۔

مالی سال ۱۹۸۹ء کے اختتام تک جاپان نے ۱۶۸۲ پاکستانیوں کو تربیت کی خاطر جاپان مدعو کیا جبکہ ۴۸۲ جاپانی ماہرین کو پاکستان میں تعینات کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف ترقیاتی منصوبوں کا جائزہ لینے کے لئے کئی ایک تیکنیکی وفود پاکستان بھیجے گئے اور جاپانی ماہرین کو فرائض کی انجام دہی کے لئے درکار انواع و اقسام کے تیکنیکل آلات اور مشینری بھی پاکستان کو فراہم کی گئی۔ پاکستان میں مجموعی طور پر ۳۰ ترقیاتی منصوبوں کا ابتدائی جائزہ اور مطالعہ بھی انجام دیا گیا۔

۲۔ مالی تعاون

۱۹۶۱ سے لے کر اب تک حکومتِ جاپان کی طرف سے ین کریڈٹ کی شکل میں پاکستان کو تقریباً ۵۴۹ بلین ین ادا کئے گئے۔ حالیہ شرح تبادلہ کے تحت یہ رقم ۳٫۹۲ بلین امریکی ڈالر کے برابر بنتی ہے۔ اس کے علاوہ جاپان نے ۱۰٫۴۰۵ بلین ین (تقریباً ۷۲ ملین ڈالر) گرانٹ ایڈ کے طور پر مہیا کیے۔

۳۔ سرکاری ترقیاتی امداد (او۔ڈی۔اے)

جاپان کی سرکاری ترقیاتی امداد (آفیشل ڈیویلپمنٹ اسسٹنس) جسے او۔ڈی۔اے کہا جاتا ہے، بہت سے ممالک کو فراہم کی جاتی ہے۔ پاکستان شروع ہی سے سب سے زیادہ امداد وصول کرنے والے پہلے دس ممالک میں شامل رہا ہے۔ او۔ڈی۔اے ین کریڈٹ، گرانٹ ایڈ اور تیکنیکی تعاون تینوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

حکومتِ جاپان پاکستان کے ساتھ اپنے روز افزوں دوستانہ تعلقات اور جنوب مغربی ایشیائی علاقے میں امن و سلامتی کے لئے پاکستان کی جغرافیائی اہمیت کے پیشِ نظر پاکستان کو جاپانی امداد وصول کرنے والے بہت اہم ممالک میں سے ایک تصور کرتی ہے۔

۱۹۸۶ء میں جاپان کی طرف سے تقسیم کردہ او۔ڈی۔اے کی مجموعی رقم کا ۴٫۰۷ فی صد حصہ وصول کرنے کے بعد پاکستان، جاپانی امداد حاصل کرنیوالے ممالک کی فہرست میں چھٹے نمبر پر رہا۔ دوسری جانب ۱۹۸۶ء سے جاپان، پاکستان کو امداد دینے والے ممالک میں سر فہرست یعنی اول نمبر چلا آ رہا ہے۔

I LOVE ALLAH, THE ALMIGHTY

My brothers asked me why I love Allah
My sisters asked me why I love Allah
I told them because He is the Almighty

I looked at the sky and saw His creatures
And looked on the earth and saw His creatures
I then testified He is the Almighty

I looked at the North and saw His grandeur
And looked at the South and saw Him so pure
I then testified He is the Almighty

The sun and the moon were created by Allah
The sea and the mountains were created by Allah
They all testify He is the Almighty

All living beings, even bees in hives
And non-living things, the things with no lives
All of them praise Allah, the Almighty

If you read the Book which we call Qur'an
You will learn of Allah, the Almighty

By: Umar Ramadan Yunoos

فلورنس نائٹینگیل

تحریر: ڈاکٹر صغیر کامران

خدمت انسانیت کا کام کرنے والی لڑکیوں کیلئے ایک قابل تقلید رہنما کردار۔۔۔۔۔ مینارہ نور اور رہبر انسانیت۔۔۔۔ ایک بے مثال خاتون کی کہانی

تاریخ غیر معمولی کرداروں کو ہمیشہ یاد رکھتی ہے حیات آفرین کردار تاریخ کے اوراق پہ خوشنما پھولوں کی طرح مہک رہے ہوتے ہیں جب کہ ہلاکت انگیز کردار بد نما دھبوں کی طرح روسیاہی کا مظہر ہوتے ہیں فلورنس نائٹینگیل تاریخ کے انہی غیر معمولی کرداروں کی اول الذکر قسم سے تعلق رکھتی ہے جس کی یاد ایک خوشبو ہے جو آج بھی دلوں میں محبت کی تحریک، خدمت کا جذبہ، مسیحائی کا شوق، پاکیزگی کی ترغیب، ایثار و رجحان اور ہمدردی کی فضا پیدا کر دیتی ہے بشرطیکہ تڑپنے والا دل: سمجھنے والا دماغ، دیکھنے والی آنکھ اور انسانیت سے ہمدردی کا جذبہ موجود ہو فلورنس ۱۸۲۰ء میں اٹلی میں پیدا ہوئی۔ اس کے والدین طبقہ امرا سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے اسے شہزادیوں کی طرح اچھی تعلیم دلوائی اور عام والدین کی طرح اسے ملکہ بنانے کے خواب دیکھنے لگے۔ مگر فلورنس، جو شکل و صورت کے اعتبار سے بھی بہت اچھی تھی، مختلف سوچ کی حامل تھی۔

ویسے تو صنف نازک عام طور پر نرم دل، ہمدرد اور شائستہ مانی جاتی ہے۔ مگر فلورنس ان خوبیوں سے کچھ زیادہ ہی متصف نظر آتی تھی۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اس کے قصبے کے ایک گڈریے نے اپنے بیمار کتے کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیا۔ کیونکہ اس کی ٹانگ پر چوٹ آگئی تھی اور تندرست ہوتا نظر نہیں آتا تھا۔ اب وہ بھیڑوں کی رکھوالی بھی نہیں کر سکتا تھا اور اذیت ناک زندگی گزارتا تھا۔ گڈریے نے اسے اذیت سے نجات دلانے کے لئے ہلاک کرنا چاہا تو ننھی فلورنس نے گڈریے کو سمجھایا کہ وہ بیمار کتے کا علاج کرے گی، پھر کیا تھا وہ روزانہ کتے کی سوجھی ہوئی ٹانگ کی خوب ٹکور کرتی اور پٹی کر دیتی۔ کتا بہت جلد صحت یاب ہو گیا۔ اس طرح فلورنس نے ایک جاندار کو نئی زندگی دی۔ کتے کی سوجی ہوئی ٹانگ پر ٹکور کرتے وقت وہ یوں محسوس کرتی تھی جیسے اپنے زخم احساس پہ مرہم رکھ رہی ہو۔ وہ پٹی کرتے وقت یوں دکھائی دیتی تھی جیسے کوئی دوشیزہ اپنے محبوب کے بازو پر پھولوں کا ہار لپیٹ رہی ہو۔

یہ اس کے بچپن کی مسیحائی کی ایک مثال تھی۔ جیسے جیسے وہ بڑی ہوتی گئی اس کا احساس بھی مزید پختہ اور بالغ ہوتا گیا۔ بالآخر اس نے لوگوں کی بھیڑ میں اپنا رستہ تلاش کر لیا۔

ان دنوں ہسپتالوں کی حالت ناگفتہ بہ ہوا کرتی تھی۔ گندگی اور غلاظت سے فضا متعفن ہوتی تھی صرف بڑی بوڑھیاں ہی نرسوں کے طور پر کام کرتی تھیں اور وہ بھی ایسے کہ انہیں جدید نرسنگ کی ابجد سے واقفیت نہیں ہوتی تھی۔ انہیں صحت کے اصولوں سے کوئی سروکار تھا نہ بیماریوں کا علم اور نہ ہی مریضوں سے دلچسپی۔ صرف وہی غریب غرباء ہسپتالوں میں داخل ہوتے تھے جو اپنے طور پر علاج کرانے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ یہ مریض خاطر خواہ خبرگیری سے محروم تھے۔

یہ دیکھ کر فلورنس کو بہت دکھ ہوتا تھا اور اس کا جی بے اختیار کچھ کر اٹھنے کو چاہتا تھا۔ ایک شام انہی خیالات میں غرق وہ ناچ گھر جانے کی تیاری کر رہی تھی کہ آئینے میں اس نے اپنے عکس سے یہ سوال کیا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے؟ اس نے محسوس کیا کہ کوئی طاقت اسے نرس بننے کے لئے کہہ رہی ہے۔

فلورنس ان دنوں لندن میں مقیم

تھی، اس نے شادی سے صاف انکار کر دیا اور پوری دلجمعی سے نرس بننے کا فیصلہ کر لیا۔ خلائق سے اس کو دلا کا رشتہ پیدا ہو گیا اور وہ چیخ اٹھی۔

"ہاں"! واقعی میں دکھی انسانوں کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بناؤں گی" اس کا یہ فیصلہ والدین پر بجلی بن کر گرا۔ ان دنوں نرسنگ کے پیشے کی کوئی عزت نہ تھی۔ یہ تو فلورنس تھی جس نے اپنے میلان، انہماک، محنت، جذبے اور خلوص سے اس پیشے کو چار چاند لگا دیے۔ اس کے فیصلے میں اتنی قوت تھی کہ تمام مخالف قوتیں زیر ہو گئیں۔

وہ لندن سے فرانس اور جرمنی جا کر پانچ برس تک نرسنگ کی تربیت حاصل کرتی رہی۔ ان دنوں نرسنگ کے بارے میں جو تھوڑا بہت علم و فن تھا وہ راہباؤں سے ہی مل سکتا تھا۔ اس لئے فلورنس نے پہلے فرانس میں سسٹر آف مرسی، سے کام سیکھا۔ بعد میں ایک دوسرے انسٹی ٹیوٹ میں داخل ہو گئی۔

۱۸۵۳ء میں وہ واپس لندن آ گئی۔ لوگ اسے حیرت سے دیکھتے اور پوچھتے، بھلا یہ نرسنگ پر اتنا طویل اور قیمتی وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس نے اس سوال کا جواب بہت جلد اپنے عمل سے دے دیا۔ وہ "مصیبت زدہ خواتین کے نرسنگ ہوم، لندن" میں میٹرن کے طور پر ملازم ہو گئی۔ یہ ادارہ غیر معیاری، گندا

لوگ اسے حیرت سے دیکھتے اور پوچھتے!

اور بدنظمی کا شکار تھا مگر اس نے اتنی جانفشانی اور دل لگی سے کام کیا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ادارے کے حالات بدل گئے، عمارت صفائی کے بعد شیشے کی طرح چمکنے لگی۔ ہر شے سلیقے سے سجائی گئی، پانی کی فراہمی بحال ہوئی، غسل اور صفائی کے لئے صاف اور گرم پانی مہیا ہوا۔ کھانے کا معیار بلند ہوا اور تھوڑے ہی عرصے میں اس ادارے کا چرچا عام ہو گیا۔

اس کے تن نازک میں گویا خون کی بجائے پارہ دوڑ رہا تھا۔ وہ ایک تحریک کا روپ بن کر ابھرنے لگی تھی۔ رات بھر ہسپتال میں لیمپ اٹھائے مریضوں کی دیکھ بھال کرتی رہتی۔ حتیٰ کہ وہ لیمپ والی معزز دوشیزہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اس نے خود کو مسیحائی کے لئے وقف کر دیا، عمر بھر شادی نہیں کی۔

اس زمانے میں جنگ کے دوران زخمی ہونیوالے فوجیوں کیلئے طبی خدمات کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ ۱۸۵۴ء میں جب جنگ کریمیا ہوئی تو ترکی میں برطانیہ کے زخمی فوجیوں کا بہت برا حال ہوا۔ موت کی شرح ۴۲ فی صد تک پہنچ گئی۔ اس خبر نے برطانیہ کے درد مند لوگوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس تاریخی ذمہ داری سے نبرد آزما ہونے کا بیڑہ بھی فلورنس نے اٹھایا۔

اس نے چالیس خواتین کا انتخاب کیا اور ترکی جا کر اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں ایک دفعہ پھر اس نے انتھک محنت اور لگن سے اپنا لوہا منوالیا۔ اس نے صفائی، تیمارداری اور خاطر تواضع کی مثالیں قائم کر دیں۔ موت کی شرح حیرت انگیز طور پر کم ہو گئی۔ برطانوی فوجی جب اپنے احباب و اقارب کو خط لکھتے تو "لیمپ والی معزز دوشیزہ کا ذکر کئے بغیر نہ رہ سکتے۔

فلورنس بہت کچھ کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے منصوبوں کو لکھ کر اوپر بھیجتی تو جرنیل غضب ناک ہو کر کہتے کہ یہ لڑکی ہمارا نظم و نسق برباد کر کے رکھ دے گی۔ مگر اس کے جذبہ خدمت میں اتنا خلوص تھا کہ اسے کسی کی پروا نہ تھی۔

۱۸۵۶ء میں جب وہ لندن واپس پہنچی تو اس کا ایک قومی ہیرو کے طور پر استقبال ہوا۔ پورا لندن اس کے استقبال کے لئے امڈ پڑا۔

فلورنس کا کام ابھی ختم نہیں ہوا تھا۔ اس نے آرمی میڈیکل سروسز کے فروغ کے لئے حکومت پر زبردست دباؤ ڈالا۔ نرسنگ کے بارے میں بہت سی کتب لکھیں۔ سینٹ تھامس ہسپتال میں نرسنگ کا پہلا سکول "نائٹینگیل سکول فار نرسنگ" قائم کیا۔

یہ کتنے بلند حوصلے اور صادق جذبے کی بات ہے کہ ۱۹۱۰ء تک، جب تک فلورنس زندہ رہی اپنے نصب العین کے حصول کے لئے کوشاں رہی۔ ریڈ کراس (ہلال احمر) کے بانی ہنری ڈونانٹ نے فلورنس نائٹینگیل کی عظمتوں کا اعتراف

جب تک فلورنس زندہ رہی اپنے نصب العین کے حصول کیلئے کوشاں رہی

کرتے ہوئے "فلورنس نائٹینگیل میڈل" کا اجرا کیا جو کہ ہلال احمر کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔

دنیا کی تمام ریڈ کراس، سوسائٹیاں ہر سال یہ تمغہ کسی ایک مثالی نرس کو دیتی ہیں۔ پاکستان میں بھی ہر سال یہ تمغہ کسی نہ کسی نرس کو دیا جاتا ہے۔ لیکن دیکھنے کی بات یہ ہے کہ فلورنس نائٹینگیل کون ہے جس نے وفور شوق سے پیشہ اختیار کیا ہو۔ جو کسی COMPLEX کا شکار نہ ہوا، جس کی رگ و پے میں جذبہ خدمت سرائیت کر کے اس کی ذات کا حصہ بن گیا ہو۔

"لیمپ والی معزز دوشیزہ" کی کہانی ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ ہمیں اپنے دل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے پیشے کا انتخاب کرنا چاہئیے۔ اس سلسلے میں لوگوں کی باتوں پر کان دھرنا حماقت ہے۔ وہ ایک اور بات بھی کہا کرتی تھی کہ دنیا کو ہمیشہ کے لئے چھوڑنے کا مزا تب ہے جب ہم اسے پہلے سے بہتر حالت میں چھوڑ کر جائیں۔ اگر ہر آدمی خدمت انسانیت کے اس جذبے کو نصب العین بنا کر عمل پیرا ہو جائے تو اس دنیا کو جنت نظیر بننے میں دیر نہ لگے۔

سیاسی تبدیلیاں

پاکستان میں جلد ہی سیاسی تبدیل آنے والی ہے۔ تازہ ترین حالات و واقعات کے مطابق اس ملک بھر خطۂ کے نا خدا اب سیاسی تبدیلی کی زبردست ضرورت محسوس کر رہے کیونکہ مقبوضہ کشمیر میں آزادی کی جدوجہد میں دن بدن تیزی آ جانے اور بھارت کے تشددانہ رویہ میں جہاں کشمیر اور کنٹرول لائن پر حالات بد سے بدتر ہو رہے ہیں وہاں پاکستان سرحدوں پر بھی زبردست کشیدگی پائی جاتی ہے بھارت نے جنگی مشقوں کی آڑ میں پاکستان کی سرحد کے ۷۰ سے ۸۰ کلو میٹر کے فاصلے پر اپنی ٹرائیک فورس تعینز کر دی ہے کشمیر سیالکوٹ اور راجستان کی سرحد پر بھارتی فوجوں کا غیر معمولی اجتماع ہے جس نوٹس پاکستان آرمی کے سربراہ جنرل مرزا اسلم بیگ اور لاڑو کے محور کمانڈو جنرل محسود نے بھی کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ بھارت کشمیر میں بے دست و پا ہو کر پاکستان کے خلاف کوئی بھی انتہائی اقدام اٹھا کر سکتا ہے بھارت کشمیر سے آسانی سے دست بردار ہندوؤں اس کے سامنے اس وقت تین ہی راستے ہیں اول یہ کہ وہ کشمیر میں رائے شماری کرائے دوم یہ کہ وہ کشمیر میں متشددانہ اور کمانڈو ایکشن کرے اور یا پھر پاکستان سے جنگ چھیڑ کر کشمیر کی آزادی کی تحریک کو سو تاز کرلے بھارت پہلے راستے یعنی رائے شماری کا ہرگز سنتم نہیں ہو گا اور نہ ہی ایسا کرلے گا بھارت کشمیر کو اپنا اٹوٹ

سمجھتا ہے پچھلے دنوں پاکستان کے دورہ کے دوران ایک بھارتی دانشور بھی یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کشمیر کے بغیر ۴۲ سال تک زندہ رہا ہے اور رہ سکتا ہے لیکن بھارت کشمیر کے بغیر ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا لازما بھارت کشمیر کی جنگ آزادی کو کچلنے کے لئے کمانڈو ایکشن کرے گا جس میں حریت پسندوں کے اڈوں کو تباہ کرنے کے لیئے اگر بھارتی ائیر فورس کو لایا گیا تو اس کہ ے بھی جنگ چھڑنے کا شدید خطرہ ہے

سرحدوں میں پہلے ہی صورت حال انتہائی کشیدہ ہے اور چکوٹھی آزاد کشمیر سیکٹر میں تو پہلے ہو کئی دفعہ بھارتی اور پاکستان سرحدی محافظوں کے ہی درمیان کئی دفع جھڑپیں بھی ہو چکی ہیں اور یہ آئے دن کا معمول بن چکی ہیں اگرچہ اس تمام صورت حال اور پاک بھارت کشیدگی کو کم کرنے کے لئے امریکہ اور بڑی طاقتیں سر توڑ کوششیں کر رہی ہیں اس سلسلہ میں پاکستان اور بھارت میں امریکہ کے سفیر بھی بڑی مستعدی سے کام کر رہے ہیں اور واشنگٹن میں امریکی دفتر خارجہ حالات پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں لیکن ہندو بنیا کے گذشتہ کردار کا منافقانہ اور مکارانہ کہہ سے ڈھکی چھپی نہیں ہندو بنیا اپنی مفاد کی خاطر کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ مزید براں بڑا ملک ہونے کے ناطے اسے اگر جنگ کی صورت میں مغربی سرحدوں پر معمول رود بدل بھی ہو جائے تو اتنے بڑے ملک کو

اس سے خاص فرق نہیں پڑتا لیکن پاکستان کے بڑے بڑے شہر ریل روڈ کی لائنیں سرحدوں کے بالکل قریب ہیں خصوصا راجستان میں بھارت چوتھی جنگ سے وسیع تر مفاد حاصل کرنا چاہتا ہے

جنگ کے اس ممکنہ خطرے اور بھارتی جنگی جنون کی وجہ سے امریکہ اور بعض دوسرے یورپی ممالک کو تشویش لاحق ہے اور وہ اس گہری کشیدگی خوش اسلوبی کے ساتھ اس منزل اور نصب الصلائی اور بڑھ رہی ہے مقاصد رفتہ رفتہ مورے مدد ہیں دست مقاصد اور تربیت کے مراحل لے دے حسب حاصل لے رہے اس کے اثرات افراد کے حال کے فرق کے اعتبار سے لاکھوں کر معدد افراد مرتب ہو رہے ہیں اسلامی تحریک منہاج القرآن دسترس نظمی مگر کام تمام ہے کہ آج سلطری انقلاب کا سفر اسے تحریک اور رسو معقل سم اور انقلابی مرحلے کی طرف تیز شماری سے بڑھ رہا ہے

اور بڑی مسلم سے لیکر اول نچلی ملیح تک سطح کے کام کا دکن پاسی اور سعادر مصلای القست مسق کا جانثار اور محلہ رضا کا دکی شبانہ اور عند کا دخل ہے اور اور بحستانوں کہ اللہ کی مفتل دفر کر مصددر لاہے کا ضابطہ حیات اور پڑرکان دلوں برکات کے بعد پوری صدائے انقلاب کے پیرے ساتھی میرا سارا سرمایہ ہی اسلامی مال ہا مال ہے اس ساطہ کے سابر رسی صلاحس سیاسی کاوشیں سرمایہ و مصلت وقت اور جان و مال الغرضو سب کہ اس ست کے تے فرمان اسے کا عزم کر دیگا ہے لیکن اس کا لمس مظاہرہ کرتے آرہے ہیں بڑا ہا کا دستوں کی پرتوں ہیں ایسی انقلاب یقینا اس ستو کی صلاحیت سفیت کی پیر دلیل کے اور اس یہ وہ فیضانی قیدت کے جوہر معذر مال میں حت کو بھرے ترازہ زندگی علا کرتے ہے اور احوال رحت کی اصلاح تجدید ہوتی ہے AFTASATSAFF کو کم کرنا چاہتے ہیں لیکن پاکستان کے اندر یا تو بے ضمنی کی وجہ سے یا پھر کسی سازش کے تحت مودروں پر کشیدگی اور کشمیر کی صورت حال اور کشمیر میں حریت پسندوں کی اور جدوجہد آزادی کے مارے ہیں جس

خیز خاموشی اختیار کی جا رہی پاکستان نے نہ صرف یہ کہ کشمیر کے مسئلہ پر اپنی کو بسی اور بے حسی کا نظاہرہ کیا بلکہ اس سے پیدا شدہ پاک بھارت ممکنہ جنگ کو روکنے اور دس سلسلے میں ضروری تیاریوں کے بارے میں جس خاموشی اختیار کئے ہوئے بھارتی فوجوں کے سرحدوں پر زبردست احتمالم کے باوجود سارے لیڈر انہ دول جھگڑے اور محاذ آرائی کے سلسلے میں نت نئی سکیں اور جرر توڑ میں مصروف ہیں اور دوسری طرف کشمیر اور مدوں پر خطرات کے باوجود افغان ماہرین کو اس جنگ سے باہر دھکیلنے کی سازشوں میں مصروف ہیں بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ افغان مہاجرین کی واپسی اور مجاہدین کو ناراض کرنے کی پالیسی بھی وہ پاک بھارت کشیدگی کے تناظر میں بھارت کے حق میں جاتی ہے کیونکہ پاک بھارت جنگ کی صورت میں افغان مجاہدین پاکستان کے

دفاع میں اہم اور موثر رول ادا کر سکتے ہیں یہ بات اب کہاں سے ڈھکی چھپی نہیں کہ پاکستان مسئلہ کشمیر گو موجودہ تحریک آرائی کشمیر کے حوالے سے عالم اقدام کے سامنے موثر محور پر پیش کرنے میں ناکام رہا ہے یہاں تک کہ آرگنائزیشن آف اسلامک کنٹریز (OIC) کے ممالک کی حمایت بھی حاصل ن ہیں کر سکا بلکہ ان ممالک کی ہمدریاں پاکستان کے مقابلہ میں بھارت کی ساتھ زیادہ ہیں اور ان ممالک کا فائدہ قصادتی اور اقتصادی سطح پر بغاوت کو بھی پہنچ رہا ہے پاکستان کے منصادتی حلقے فلسطین راہنما یاسر عرفات کا دورہ بھارت کروانے میں نا کام رہے ہیں ان تمام باتوں سے قطع نظر جو چیز سب سے زیادہ تکلیف دہ اور تشویش کی بات ہے وہ اندرون خلفشار اور برسراقتدار پارٹیوں کی محاذ آرائی کی وجہ سے پیدا شدہ صورت حال ہے جو کسی بھی طرح بیرون خطرات کے

پیش نظر ملک اور قوم کے لئے ساز گار نہیں ہے اس تشویش وف کی سروسز کے اعلی عہدیدار بھی کر چکے ہیں اس تشویش کے باوجود برسراقتدار پارٹیاں مصاہمت اور تکاوں کی پالیسی پر گامزن نظر ہیں آپیں اس پر صدر مملکت کو بھی اتنی ہی تشویش ہے جتنی کہ دوسرے محب وطن شہروں اور فوج کو ہو سکتی ہے ان حالات میں نیشنل گورنمنٹ یا متبادل مخلوط حکومت قائم کرنے کی باتیں بھی ہو رہی اور اس کی ضرورت روز بروز بڑھتی جارہی ہے خیال ہے کہ اگر جنگی نقطہ نظر سے اندرون حالات بہتر نہ ہوئے تو کسی ممکنہ کیونکر گورنمنٹ ، نیشنل گورنمنٹ یا مخلوط حکومت کا قیام ناگزیز ہو جائے گا تاکہ اگلے الیکشن تک ملک انتشار کی فضا ختم کرکے ، ملک میں ایک ایسی حکومت قائم کی جا سکے جو نمائندہ بھی ہو اور ملک کو دو پیش مسائل سے بھی نکال سکے۔

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیئر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نیلور۔ اسلام آباد

توسیعی ٹینڈر نوٹس

پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیوکلیئر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی نیلور اسلام آباد کے مقام پر ایچ ۔بی۔ڈی کیلئے متبادل لیبارٹری کی الیکٹریفیکیشن کے کام کیلئے جو ٹینڈر پی۔ آئی۔ ڈی اسلام آباد اشتہار نمبر ۴۷/۵۱۵۶ ۔شائع کیا گیا تھا۔ اس کے کھلنے کی تاریخ ۲۶ جون ۱۹۹۰ء سے بڑھا کر ۷ اگست ۱۹۹۰ء کر دی گئی ہے۔

ٹینڈر نوٹس کے قواعد و شرائط میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی

ہیڈ
جنرل سروسز ڈویژن

PID(I)248

یونیورسٹی ہینڈ بال چیمپئن

فرزانہ خان

از: صغیر احمد چوہدری

موجودہ ٹیکنالوجی دور جس میں سائنسی ٹیکنالوجی کرہ ارض پر تمام تر توانائیوں کے جوہر دکھانے کے بعد آسمانوں کی حدوں کو پھلانگ چکی ہے۔ اور سیاروں کی حقیقت جان چکے ہیں۔ اور اس ترقی یافتہ دور میں دنیا کے فاصلے سکڑ کر رہ چکے ہیں۔ انسانی ذہن کی وسعتوں نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے یعنی انسانی عظمت کے کارنامے ہر ادوار میں اپنے جوہر کا بل کا لوہا منواتے رہے ہیں۔ جو کہ زندگی کے ہر شعبہ میں کارہائے نمایاں رہا ہے۔ چاہے علمی میدان ہو میدانِ جنگ ہو یا کھیل کا میدان ہو لیکن اس میدان عمل میں صرف مرد ہی نہیں تاریخ گواہ ہے کہ عورت نے بھی اپنی عظمت کا ثبوت دیا ہے زمانہ جاہلیت میں عورت کو حقیر اور کمتر چیز تصور کیا جاتا تھا اور اس کی پیدائش کو پسند نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن اسلام کی آمد نے ظلمت کو اجالوں میں بدل دیا۔ اور بنی نوع انسان کو مساوات کا سبق دیا اور عورت کی تفریق ختم کر کے ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا اور آج ہم موجودہ دور میں کسی بھی مکتبہ فکر سے بطور نمونہ پیش کر سکتے ہیں جس شخصیت سے ہم آپ کی ملاقات کروا رہے ہیں وہ جھنگ کی ہینڈ بال ٹیم کی کپتان ہیں جو کہ اپنے خدوخال اور جسمانی طور پر چاق و چوبند ہونے کی وجہ سے بھی کپتان لگتی ہیں۔

نام۔ فرزانہ خان

والد۔ رزاق اللہ خان شیروانی

تعلیم۔ میٹرک جھنگ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ایف اے گورنمنٹ کالج برائے خواتین جھنگ۔

بی اے گورنمنٹ کالج جڑانوالہ سے کیا۔

ایم اے گورنمنٹ کالج فزیکل ایجوکیشن سے کر رہی ہیں،

ہینڈ بال میں یونیورسٹی چیمپئن ہیں۔ اور کپتان ہیں۔

س۔ اس کھیل میں آپ کیسے آئیں؟

ج۔ گھریلو ماحول کی وجہ سے اس کھیل میں آئی کیونکہ میرے بھائی کھیلوں کے بہت شوقین ہیں۔ اس وجہ سے فطری طور پر میری توجہ بھی زیادہ کھیلوں کی طرف مائل تھی۔ اور میں ہینڈ بال اور باسکٹ بال اچھا کھیلتی ہوں۔

س۔ کیا ہینڈ بال میچ میں مرد ریفری ہوتے ہیں؟

ج جی ہاں مرد ہی بہتر ریفری ثابت ہو سکتے ہیں۔

س۔ آپ کتنے گھنٹے کھیلتی ہیں؟ (پریکٹس)

ج۔ جب میچ شروع ہونے والے ہوتے ہیں۔ ان دنوں چار پانچ گھنٹے پریکٹس کرتی ہوں۔ باقی دنوں میں دو گھنٹے معمول کے مطابق کھیلتی ہوں۔

س۔ آپ کی اس کھیل میں سب سے زیادہ کس نے معاونت کی اور متاثر کیا؟

ج۔ امان اللہ شاہ اور ناصرہ چوہدری جھنگ کالج میں ان لوگوں نے ساتویں جماعت سے ایف اے تک ان اساتذہ نے میری بہترین معاونت کی اور ان سے بہت متاثر ہوئی اور انہی کی بدولت میں آج اس مقام تک پہنچی ہوں۔

س۔ اس کے علاوہ اور کونسا کھیل کھیلتی ہیں؟

ج۔ اتھلیٹکس میں دو گولڈ میڈل والی بال میں ایک گولڈ میڈل باسکٹ بال میں دو گولڈ میڈل ایک براؤن میڈل حاصل کئے۔ باسکٹ بال بھی اچھا کھیل ہے اور اس میں انہوں نے جتنے بھی میچ کھیلے اس میں جیتی اور اچھی کارکردگی

باقی صفحہ ۲۷ پر

سینیٹ کے وفد کا کامیاب دورۂ سعودیہ

سینیٹ آف پاکستان کے چیئرمین جناب وسیم سجاد کی قیادت میں سینیٹروں کے وفد نے پاکستان کے مسلمان قریبی دوست ملک سعودی عربیہ کا کامیاب دورہ کیا پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے خیر سگالی دورہ پر جناب وسیم سجاد نے سعودی عرب کے مختلف لیڈروں کیساتھ باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا پاکستان کی طرف سے سعودی عرب کی بھرپور رہنمائی کا اعادہ کیا وفد نے چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد کی قیادت میں سعودی عرب کے فرمانروا خادم الحرمین عزت مآب شاہ فہد بن عبدالعزیز سے ملاقات کی پاکستانی عوام کے نیک جذبات خواہشات پُرخلوص جذبات شاہ فہد بن عبدالعزیز شاہ فہد نے پاکستانی عوام کی بھرپور حمایت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پاکستان کی بھرپور مدد کرنے کا یقین دلایا سرفہرست ممتاز سینیٹر میر نبی بخش زہری، مولانا سمیع الحق، آغا۔ سمیت دیگر سینیٹرز نے بھی شاہ فہد سے ملاقات کی تصویر میں میر نبی بخش زہری شاہ فہد کیساتھ مصافحہ کر رہے ہیں جبکہ چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد، ڈپٹی چیئرمین آغا، مولانا سمیع الحق نمایاں نظر آ رہے ہیں۔

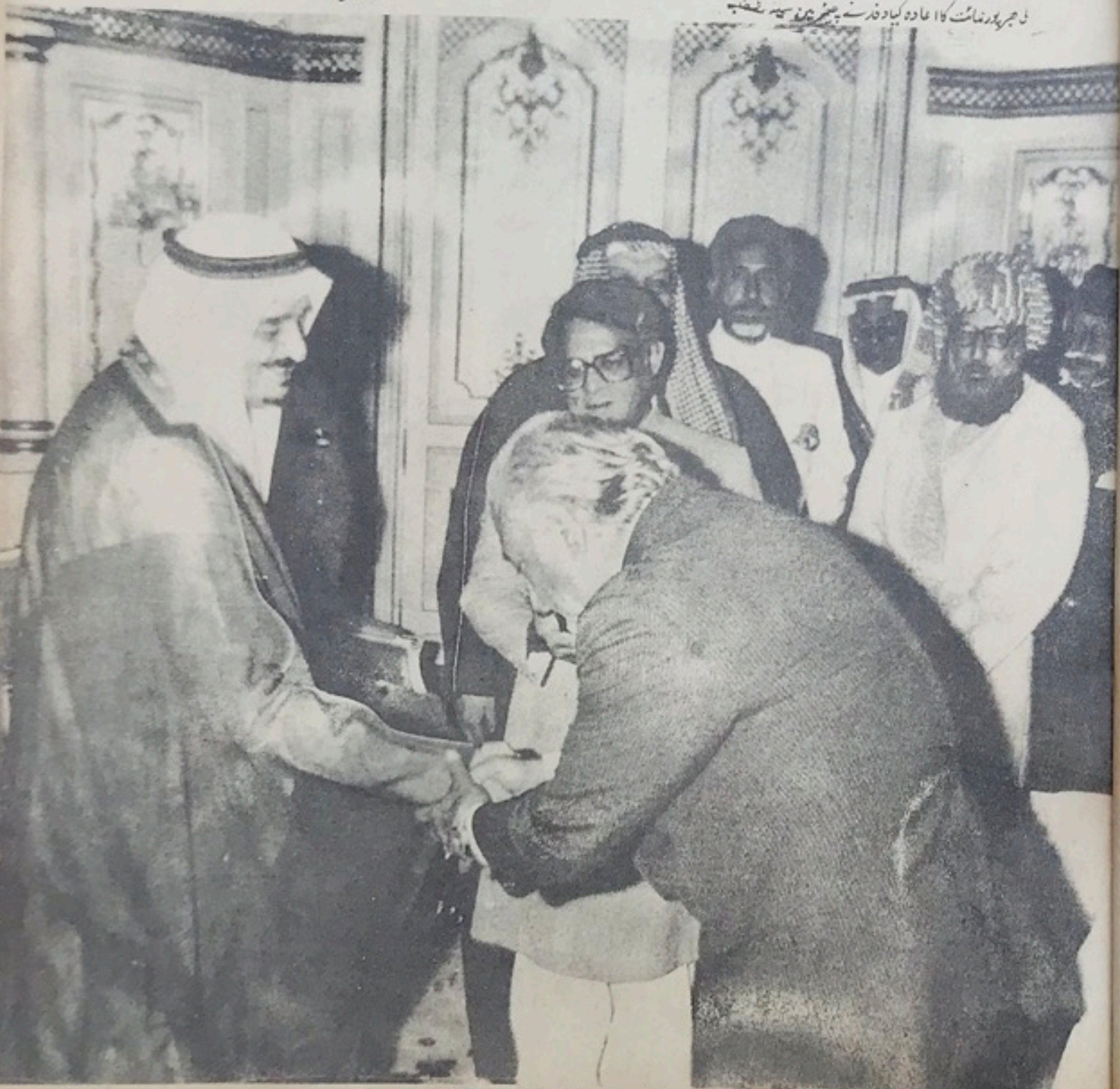

ممتاز قومی رہنما سینیٹر میر نبی بخش زہری شاہ فہد بن عبدالعزیز سے مصافحہ کرتے ہوئے

میر نبی بخش زہری نے اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ کر دیا

پاکستان کے بزرگ سیاستدان سینیٹر میر نبی بخش زہری نے زیدن ہاؤس کوئٹہ میں ایک پُر ہجوم پریس کانفرنس میں صدر غلام اسحاق خان سے فوری طور پر قومی اسمبلیاں توڑنے کا مطالبہ کر دیا ہے۔

زہری نے وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کی جمہوری حکومت پر بدعنوانی کے سنگین الزامات لگاتے ہوئے مطالبہ کیا کہ صدر اسحاق فوری طور پر وزیر اعظم اور ان کی

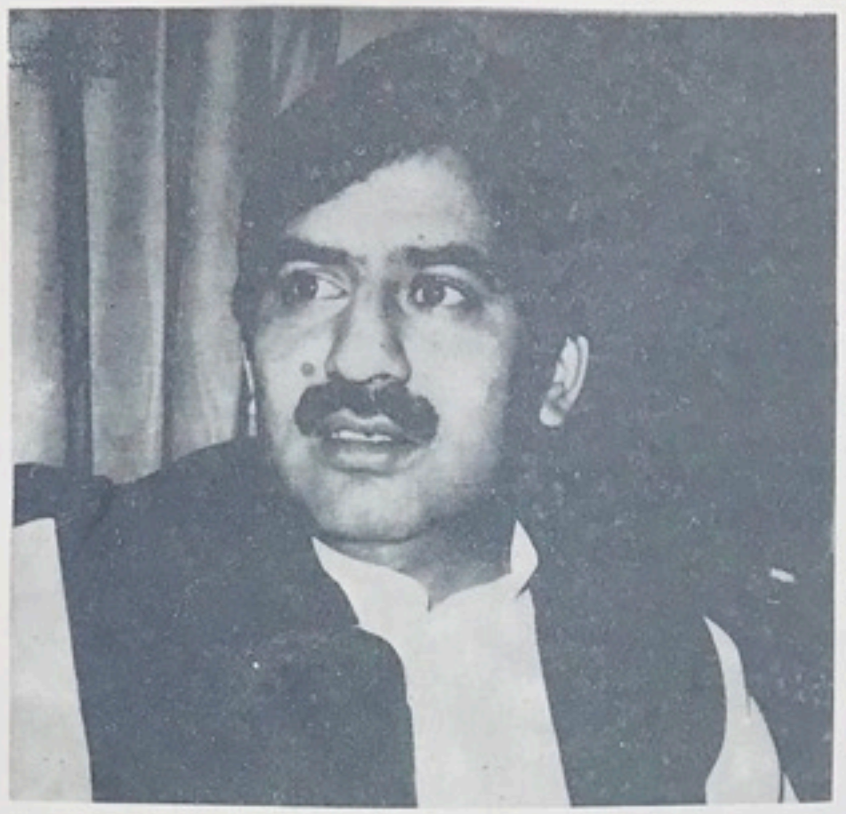

حکومت کو ختم کردیں کیونکہ یہ اسمبلیاں اپنی افادیت کھو چکی ہیں اور عوام اس نام نہاد جمہوریت سے بیزار ہو چکے ہیں۔ سینیٹ کے ممبران کیساتھ بھی وزیر اعظم کا رویہ انتہائی توہین آمیز ہے سینیٹ کے پاس اختیارات ہی نہیں اصل پاور قومی اسمبلی کے پاس ہے۔ ہارس ٹریڈنگ کی وجہ سے عوام خوفزدہ ہیں ملک میں حقیقی جمہوریت قائم کرنے کے لئے ضروری ہے صدر اسحاق یا وزیر اعظم خود دوبارہ الیکشن کرانے کا اعلان کریں اس لنگڑی لولی جمہوریت سے ملک کو نجات دلائیں۔

ممتاز مسلم لیگی رہنما نے سندھ کے نازک حالات پر سخت گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے پیپلز پارٹی کی حکومت پر سخت نکتہ چینی کی اور سندھ کو مکمل فوج کے حوالے کرنے کے اختیارات دینے کا مطالبہ بھی کیا۔

انہوں نے مسئلہ کشمیر کے بارے میں وزیر اعظم کی عوامی رابطہ مہم کی زبردست تعریف کی اور نواب اکبر بگٹی کی تعریف کرتے ہوئے کہا نواب صاحب بلوچستان کی تعمیر میں شامل رہے اور اگر وہ آل پاکستان مسلم لیگ کے صدر نے بلوچستان کو دو صوبوں میں تقسیم کرنے کی حمایت کرتے ہوئے کہا میرا مطالبہ ہے پاکستان کے تمام اضلاع کو صوبوں کا درجہ دے دیا جائے۔

پریس کانفرنس میں زہری نے ممتاز سیاستدان غلام مصطفےٰ جتوئی جو متحدہ اپوزیشن کے قائد بھی ہیں کی والدہ محترمہ کی وفات پر انتہائی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کی قبائلی رہنما میر صاحب کی وفات پر بھی شدید دکھ کا اظہار کیا۔

کھر صاحب! ذہن نشین کر لیں کہ ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو ہیں

پیپلز پارٹی کے ممتاز نوجوان رہنما خالد کھرل نے منتخب اسمبلیوں کو توڑنے کی شدید مذمت کی ہے ایک ملاقات میں خالد کھرل نے کہا جمہوریت کے خلاف یہ گھناؤنی سازش اپوزیشن پارٹیوں نے کی ہے عوام کے ٹھکرائے ہوئے یہ لوگ کبھی برسر اقتدار نہیں آ سکتے ان لوگوں نے چور دروازے سے حکومت میں آنے کے لئے غلام اسحاق کو استعمال کیا ہے عوام ۲۴ اکتوبر کو جمہوریت دشمنوں کو عبرتناک شکست دے کر ثابت کر دیں گے کہ طاقت کا اصل سرچشمہ عوام ہیں۔

ایک ملاقات میں خالد کھرل نے کہا غلام مصطفےٰ کھر ہم ذاتی طور پر احترام کرتے ہیں کھر صاحب ذہن نشین کر لیں محترمہ بے نظیر بھٹو ہماری قائد ہیں صرف کھر صاحب کھرل برادران کے بارے میں کبھی سوچیں بھی نہ کہ ہم اُن کا ساتھ دیں گے ہم کسی صورت میں چاہے ہمیں وزارتیں ہی دی جائیں جتوئی کھر اسحاق پلان میں شریک نہیں ہوں گے۔

انشاء اللہ دنیا دیکھے گی کہ ۲۴ اکتوبر پیپلز پارٹی چاروں صوبوں سے بھاری اکثریت سے جیت کر پھر اقتدار میں آئے گی نگران حکومت کی انتقامی کارروائیوں کی شدید مخالفت کرتے ہوئے خالد کھرل نے کہا موجودہ نگران حکومت سے منصفانہ انتخابات کی کوئی توقع نہیں لیکن ہم نگران حکومت پر واضح کر دینا چاہتے ہیں دھاندلی کی ہر کوشش پوری قوت کے ساتھ ناکام بنا دیں گے۔

خالد کھرل نے پیپلز پارٹی کے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ان پروپیگنڈا سے کہ بے نظیر بھٹو کو اقتدار میں نہیں آنے دیں گے مخالفین ۲۴ اکتوبر کو اگر عوام نے انہیں ووٹوں کے ذریعے کامیاب کروایا تو ہم زبردستی اقتدار چھین لیں گے۔

ایک سوال پر خالد کھرل نے کہا پیپلز پارٹی ۸۸ کے الیکشن سے زیادہ نشستیں جیتے گی۔

پاکستان ریلویز کی ۵ سالہ پیش رفت

تحریر: گلزار ہاشمی

ساتویں پنجسالہ منصوبے کے ترقیاتی ہدف میں ریلوے کو اپنے وسائل میں خود کفیل بنا کر مستعد قومی ادارہ بنانا ہے

خدا بھلا کرے امریکہ کے انتظامی ماہر اور بے بدل اقتصادی منصوبہ ساز مسٹر جان مارشل کا جنہوں نے جنگ عظیم دوم کے دوران اور بعد میں معیشت کی ترقی کے لئے معاشی اصولوں کو پانچ سالہ حکمت عملی کا انداز عطا کیا۔ سوویت یونین نے پانچ سالہ قومی ترقیاتی سکیم کا اجراء پہلی مرتبہ جنگ عظیم اوّل اور انقلاب کے بہت بعد کیا مگر امریکہ کے مسٹر مارشل نے اسے نئی تدبیر اور دانشمندانہ منصوبہ بندی کے ذریعے ہمیشہ کے لئے اپنے نام سے منسوب کر لیا چنانچہ آج مارشل پلان ایک اصطلاح بن چکی ہے۔ پاکستان میں بھی پانچ سالہ قومی اقتصادی ترقیات کا منصوبہ گزشتہ 30 برس سے مستحکم کرنے کی روایت مستحکم ہو چکی ہے اور اب ساتواں منصوبہ روبہ عمل ہے۔ منصوبہ سازی ایک اجتماعی عمل ہے جس میں ہر محکمہ اور وزارت کماحقہ اپنا اپنا حصہ بقدر جثہ ڈالتے ہیں لہذا منجملہ دیگر وزارتوں اور ڈویژنوں کے ریلوے کی وزارت نے بھی پانچ سالہ ترقیاتی قومی اقتصادی منصوبے کی تیاری میں حکمت عملی کی پرکشش ترغیبات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجیحات مقرر کیں جنہیں منصوبہ بندی کمیشن اور وفاقی کابینہ نے باقاعدہ اور باضابطہ طور پر منظور کر کے قومی معیشت کے دھارے کا حصہ بنا دیا ہے۔

اس مرحلے پر گزشتہ ایک سال کی ریلوے وزارت کی مجموعی کارکردگی کا ذکر کرنا بے محل نہ ہوگا کیونکہ سابقہ جمہوری سال کے عرصے میں سالانہ ترقیاتی ہدف بڑی عمدگی کے ساتھ ملحوظ رکھے گئے ہیں مسافروں کو نئی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں اکانومی کلاس کا اجراء بھی ایک نیا اضافہ ہے جس کے لئے چیئرمین اور جنرل منیجر نیز چیف کمرشل منیجر ریلوے اور دیگر پرنسپل افسران نے فنی مہارت اور پیشہ ورانہ خوش تدبیری کا شاندار مظاہرہ کیا ہے۔ ایک سرسری اور مختصر انداز کا جائزہ پاکستان ریلوے کے ساتویں پانچ سالہ منصوبے کے بنیادی مقاصد کی نشاندہی یوں کراتا ہے۔

ساتویں پانچ سالہ منصوبے کا بنیادی اور سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ ریلوے کو خود کفیل اپنے آپ پر کاملاً انحصار کرنے والا مستعد قومی ادارہ بنایا جائے ایسا کرنے کی خاطر ریلوے کی خدمات کے شعبے میں اس کے حجم اور انداز کو دلکش اور پرکشش بنانے کی خاطر کارکردگی بڑھانا معیار خدمت کو بلند کرنا گاڑیوں کی آمدورفت میں تاخیر کا خاتمہ کرنا اور ہمہ گیر انداز کی زبردست مارکیٹنگ کرنا تاکہ ریلوے اور جنرل منیجر کے علاوہ تمام پرنسپل افسران اپنے اپنے دائرہ کار میں وفاقی وزیر ریلوے کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے

ہوئے زیادہ تر زور خدمت کے معیار گاڑیوں کی آمدورفت میں وقت کی پابندی اور ان کی رفتار بڑھانے پر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں تاکہ اس طرح آمدنی کا تناسب بڑھایا جاسکے۔

ساتویں پانچ سالہ منصوبے کے دوران پاکستان ریلوے نے تین سو مسافر بوگیاں اندرون ملک استعمال کرنے کا پروگرام بنایا ہے یہ ڈبے موجودہ پرانے فرسودہ اور زائد المیعاد بوگیوں کی جگہ استعمال ہوں گے ساتھ ساتھ ان سے مستقبل کی ریلوے ٹریفک کا اضافی مطالبہ بھی پورا کیا جاسکے پانچ سالہ منصوبے کی مدت کے لئے مختص کردہ رقم ایک ارب تیس کروڑ پچاس لاکھ روپے میں سے یہ بھی مطلوب ہے کہ موجودہ ڈیزائن کو ترقی دی جائے اور ان کو جدید تیز رفتار بوگیوں سے جو کہ ہلکے وزن کی ہیں تبدیل کر دیا جائے۔

اضافی سفری گنجائش اور استعداد بڑھائی جائے زیادہ استعداد اور گنجائش کی حامل ویگنوں کا معاملہ بھی ترقیاتی ترجیحات کا حصہ ہے یہ ایک ناگزیر واضح ضرورت ہے کہ کم وزن اور کرائے کی حامل نو ساختہ بوگی ویگنوں کو متعارف کرایا جائے جن کی زیادہ سے زیادہ مال اٹھانے کی گنجائش اور استعداد قوت چالیس ٹن ہے۔ مال گاڑی اعلیٰ گنجائش اور استعداد کی حامل ویگنوں کے ساتھ تین ہزار ٹن وزن اٹھاسکے گی۔

زیادہ رفتار کی حامل مسافر ریل گاڑیاں بھی ایک اہم ترجیح ہیں۔ بوگیاں اور انڈر گیئرز جو مسافر ریل گاڑیوں کے ڈبوں میں استعمال ہوتے ہیں پاکستان ریلوے میں تیار ہوتے ہیں اور یہ زیادہ سے زیادہ ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار کے لئے ڈیزائن کئے جاتے ہیں۔ رفتار کو بڑھانے یا اس میں زیادہ سے زیادہ تیزی لانے کے پروگرام کے ایک حصے کے طور پر پاکستان ریلوے کا یہ بھی منصوبہ ہے کہ زیادہ تیز رفتار بوگیاں بنائی جائیں۔ جس کے لئے ریلوے ابتدائی طور پر دو سو اٹھاون بوگیاں رکھنے اور پرزے جوڑ کر تیار کرنے اور اس کام کی خاطر ٹیکنالوجی کی منتقلی کی خواہاں ہے جو کہ مقامی حالات کا اور ماحول کے ساتھ ہم آہنگ ہوسکے اور اس کو اسلام آباد ریلوے کیریج فیکٹری میں بوگیاں تیار کرنے کا کام شروع کرنے کے لئے بروئے کار لایا جاسکے۔

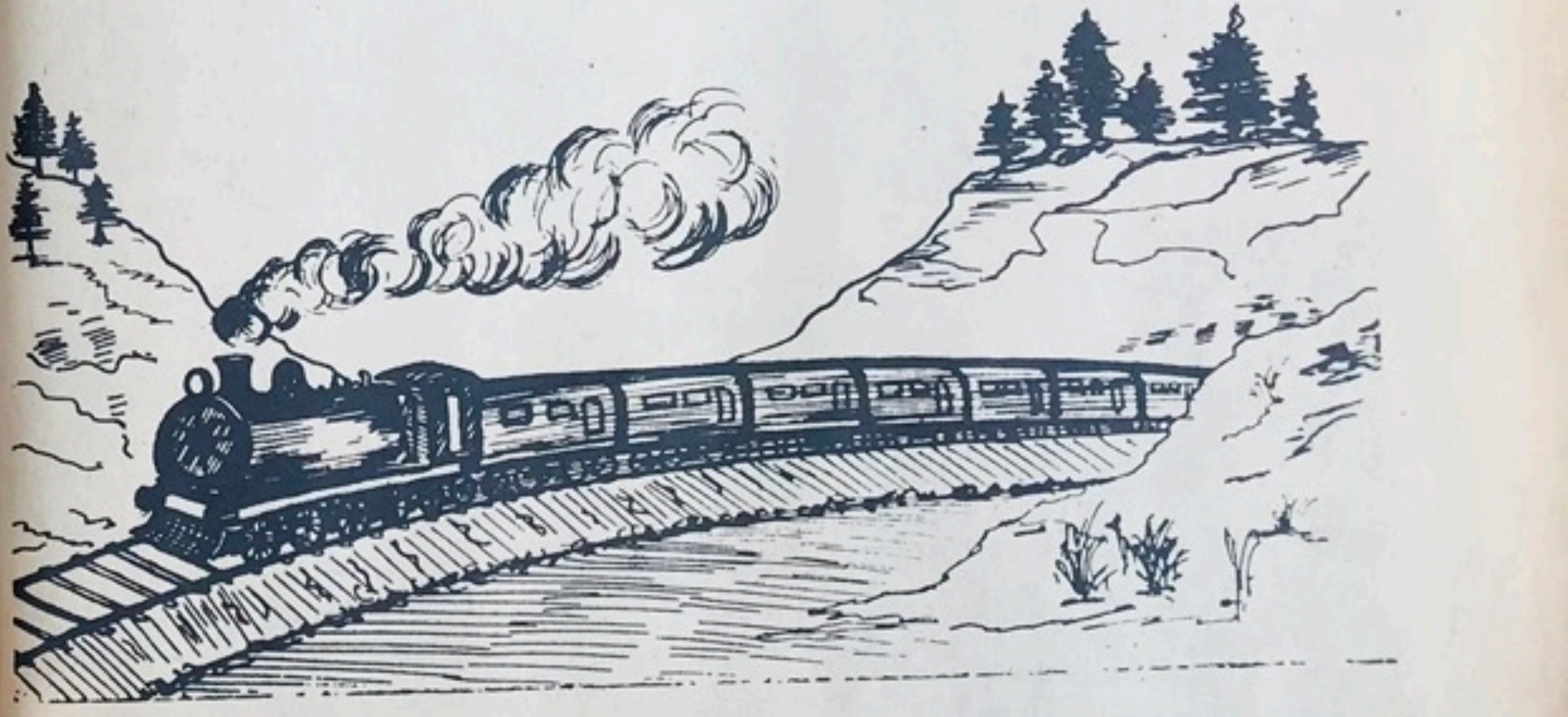

سہروردی

منور حسین بلڈنگ کنٹریکٹرز

۴۷۔ میکلوڈ روڈ قلعہ گوجر سنگھ ۔ لاہور

فون ۳۱-۵۵۳

عمارات کی تعمیر کا مثالی

وزیراعظم صاحبہ ہوشیار

گھیرا تنگ ہو رہا ہے

مجوزہ شریعت بل تمام مدرسہ ہائے فکر کی ترجمانی نہیں کرتا اور تمام فرقوں کے علماء کا اس پر اتفاق نہیں یہ بل جو جونیجو وزارت عظمیٰ کے دوران پیش کیا گیا تھا۔ جبکہ چیئرمین سینٹ وسیم سجاد اس وقت وزیر قانون بھی تھے اور اقبال احمد خان بھی اس سے قبل وزیر قانون رہ چکے تھے۔ تمام مسلم لیگی حضرات اور ان کے حمایتی حضرات نے اس کی مخالفت کی اور اسے ملکی مفاد کے خلاف قرار دیا وہ شریعت بل جو ان کے دور حکومت میں ملکی مفاد کے متضاد تھا اب کسی طرح مفید بن گیا اور بلا تامل سینٹ نے بغیر غور و خوض کے اسے منظور بھی کر لیا۔ اس کی وجہ نمایاں طور پر یہ ہے کہ ان تمام قوتوں کے لئے حکومت کے بر اچھے کام مثلاً ترقیاتی کاموں پیپلز ورکس پروگرام کے جاری کئے جانے والے عوامی فلاح و بہبود کے کام سوئی گیس کا مہیا کرنا سڑکیں بنانا سیوریج ڈالنا گاؤں میں گلیوں میں رہنے والوں کے فرش ان کے راستہ کو صاف ستھرا کرنا۔ تاکہ عوام آسانی سے آجا سکیں۔

پٹرول اور سوئی گیس کی نئی تلاش کے سلسلہ میں کھدائی وغیرہ کو روکنے کے لئے شرعی جواز پیدا کیا جاسکے حال میں جبکہ محترمہ بے نظیر بھٹو کے مختلف ممالک کے دورہ کے بعد کئی کمپنیاں سوئی گیس اور پٹرول کی دریافت کے لئے آئیں اور انہوں نے کام شروع کیا تاکہ عوام کے لئے جہاں روزگار کے مواقع مہیا ہوں گے وہاں ملکی دولت میں بھی اضافہ ہوگا۔ ان کے آدمیوں کو اغواء کر لیا گیا سامان برباد کر دیا گیا بلوچستان میں اکبر بگٹی کی حکومت نے متحدہ اپوزیشن کی ہدایت پر ایسا ہی کیا اور جواز یہی پیش کیا گیا کہ یہ کام پیپلز پارٹی کیوں کر رہی ہے کیونکہ متحدہ اپوزیشن واضح طور پر ہر تقریر میں پیپلز پارٹی کی مخالفت کو کفر و اسلام کی جنگ قرار دے رہے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں وہ کمپنیاں جو پہلے کام کر رہی تھیں انہوں نے بھی تنگ آکر کام بند کر دیا اور نئی کمپنیاں خود ہی کام کرنے سے رک گئیں اور اس طرح ملک و قوم اور عوام کو ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے اور مزید مواقع روزگار ضائع کر دیئے گئے اب اس مخالفت کو چونکہ اپوزیشن مسلسل جاری رکھنا چاہتی ہے اس لئے اس کا شرعی جواز مہیا کرنے کے لئے شریعت بل منظور کروانے کے لئے قومی اسمبلی پر بلاوجہ دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ ہر کام کو غیر شرعی قرار دے کر ملک میں نئی افراتفری اور موجودہ حکومت جو ملکی قومی اور عوامی بہبود کے بے شمار کام کرنا چاہتی ہے تاکہ اپنی کارکردگی دکھاسکے کو روکنا بھی اس بل سے متعلق ہے نیت درست نہیں۔ سردار عبدالقیوم صاحب جو اس تحریک کے بانیوں میں سے ایک ہیں نے حال ہی میں وزیراعظم آزاد کشمیر سے حلف نہ لینے کا جو جواز پیش کیا ہے۔ اس میں واضح طور پر وزیراعظم کی تقرری کو نظریہ پاکستان اور نظریہ اسلام کے خلاف قرار دیا ہے یہ شریعت بل کی تحریک انہی خطوط پر چلائی جا رہی ہے اور اس میں بھی وہی مقاصد پوشیدہ ہیں جو تحریک نظام مصطفیٰ کے نام 1977ء میں چلائی گئی تھی۔ اس کا مقصد اسلام کے نام پر کشت و خون فساد لوٹ مار کے سوا کچھ نہیں یہی تاثر عالیہ علماء کنونشن میں زیڈ اے سلہری راجہ ظفر الحق وغیرہ نے دیا ہے اور کہا ہے اسی طرح سے عوام کو اکسایا جائے۔

حالیہ موجودہ انتخاب میں ہر جماعت نے اپنا منشور پوری آزادی سے عوام کے سامنے پیش کیا اور اس پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ مذہبی جماعتیں بھی انتخاب میں حصہ لے رہی تھیں مگر وفاق پاکستان کے لئے عوام نے پیپلز پارٹی کے منشور کو پسند کیا اور اس منشور کے نفاذ کا اختیار دیا اور اس پارٹی کو حکمرانی کا اختیار دیا چونکہ یہ نتیجہ مذہبی پارٹیوں اور ان پارٹیوں کے اتحادیوں کے اندازوں کے خلاف تھا حالانکہ ان کے ساتھ وفاق اور صوبوں میں مارشل لاء کی حمایتی جماعتوں کی حکومت کو پہلے تو اپنے ساتھ روابط، اثر رسوخ اور دباؤ کو استعمال کرتے ہوئے سمجھ کیا گیا کہ

عوام نے پیپلز پارٹی کو حکمرانی کا اختیار دیا مگر!

پیپلز پارٹی کو اقتدار سے باہر رکھا جائے جس کا برملا تذکرہ صدر محترم اور مرزا اسلم بیگ صاحب نے کیا بعد ازاں اعلانیہ دھمکیاں بھی دی گئیں اگر پیپلز پارٹی کو حکومت دی گئی تو اسے چلنے نہیں دیا جائے گا۔ اس سمت میں ہر قسم کی چال اور حربہ استعمال کیا گیا اور جب وہ تمام حربے ناکام و نامراد رہے تو آخری دام کے طور پر موجودہ شریعت بل پیش کیا گیا ہے تاکہ ایک نمائندہ حکومت کو ہٹا کر غیر نمائندہ علماء اور ان کے حمایتیوں کو شریعت کے نام پر برسراقتدار لایا جائے۔

ضیاء الحق نے بحیثیت مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر متعدد دفعہ یہ اعلان کیا تھا کہ اسے بطور صدر افواج اور علماء، مشائخ کی تائید حاصل ہے اس نے کبھی عوام کا نام نہیں لیا تھا ان کے نزدیک ایسی حکومت جس کی تشکیل میں صرف عوام حصہ لیں اور علماء کو منتخب نہ کریں غیر اسلامی تھی۔ صرف اور صرف وہ حکومت جس کی باگ ڈور علماء مشائخ پیر حضرات اور فوج کے ہاتھوں میں ہو گی وہی اسلامی ہو گی یہی وجہ ہے باوجود اس بات کے کہ ضیاء الحق نے خود مارشل لاء کو لعنت قرار دیا تھا علماء حضرات نے اسے اسلامی دور کا دوسرا مارشل لاء قرار دیا تھا اور یہ بھی فتویٰ جاری کیا تھا کہ اسلامی دور میں پہلا مارشل لاء (نعوذ باللہ) حضرت ابوبکر صدیق نے لگایا تھا۔ اس وقت کسی نے نہ تحریک چلانے کی دھمکی دی نہ تحریک چلائی نہ کوئی شریعت بل پاس کروایا ایک دفعہ جب علماء کنونشن ہوا اور اس میں زور شور سے شریعت بل کی بات کی تو ضیاء الحق نے ان علماء سے کہا کیا اسلام میں ایک جماعت سے زیادہ کی اجازت ہے شریعت نافذ کروانی ہے تو جس دن تمام فرقوں کو طوعاً ختم کر کے ایک جماعت بنا لو گے مجھے اطلاع کر دینا کیونکہ شریعت کے نفاذ کے لئے یہ بنیادی شرط ہے تو کیا علماء حضرات نے اب تمام فرقوں کے اختلافات کو مٹا کر ایک جماعت بنا لی ہے؟ اور کیا ایسی جماعت کو حالیہ انتخابات میں اکثریت حاصل ہو گئی تھی؟۔

شریعت بل کے ذریعہ تمام فرقوں کو جو اس وقت موجود ہیں شرعی طور پر قرآن و سنت کے مطابق درست قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جنہوں نے دین میں فرقہ بندی کی ہے اور علیحدہ علیحدہ گروہ کی شکل اختیار کر لی ہے اے محمدؐ تیرا ان کے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔ ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے پھر وہ انہیں بتلائے گا جو کچھ وہ اس فرقہ بندیوں کی آڑ میں کرتے رہے ہیں" سورۃ الانعام آیۃ 159)

پھر سورہ روم آیت 31 اور 32 میں ایک دینی جماعت فرقہ بندی کرنے والوں کو مشرک قرار دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ ساری دنیا کو ایک لڑی میں پروتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمام دنیا میں یکجہتی پیدا ہو جائے جبر کے ذریعہ نہیں بلکہ انبیاء کے وجود کے ذریعہ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ اس رسول کے ذریعہ تم میں آپس میں محبت اور الفت پیدا ہوئی اور تم جو مختلف گروہوں میں تقسیم ہو کر دشمنیوں پہ اترے ہوئے تھے بھائی بھائی بنا دیا۔ اس بل کے ذریعہ اس باہم دشمنی کو شرعی قرار دیا ہے اور تمام فقہ کو عین اسلامی قرار دیا ہے اور پھر تمام کو اختیار دیا ہے کہ ان کے مفتی عدالتوں میں مقرر کئے جائیں اس بل کے نفاذ کے بعد ہر فرقہ قانونی طور پہ مطالبہ کر سکے گا کہ ان کی فقہی عدالتیں علیحدہ قائم کی جائیں۔ وفاقی شرعی کورٹ علیحدہ ہو۔ ہائی کورٹ بلکہ علیحدہ ان کے جج مقرر کئے جائیں اور ان کے بھی اسلامی مشاورتی کونسل اور دیگر متعلقہ جگہوں پہ نمائندگی دی جائے پھر اوقاف بھی علیحدہ علیحدہ ان کے ماتحت کر دئے جائیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

گویا حل شدہ مسئلہ کو ختم کر دیا ہے حالانکہ 1973ء کے آئین کو تمام علماء اور فرقوں کے سربراہوں نے متفقہ طور پہ منظور کیا اور پھر اسے اسلامی پارلیمانی اور جمہوری قرار دیا ایسا اس وقت کے ان علماء نے قرار دیا جو دینی جماعتوں کے بانی تھے مثلاً سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا مفتی محمود اور وہ تمام موجودہ ان جماعتوں کے سربراہوں سے زیادہ سوجھ بوجھ رکھتے تھے ایسے آئین کے بالمقابل ایک ایسے بل کو لائے جانے کے لئے دباؤ ڈالا جا رہا ہے تحریک چلانے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں جو نہ صرف قرآن و سنت کے خلاف ہیں بلکہ غیر متفقہ بھی ہے گویا اس کے ذریعہ قومی یکجہتی کو ختم کر کے ملکی امن کو درہم برہم کرنا ہے۔

پاکستان کی تحریک میں حصہ لینے والوں نے کبھی اس بات کا تصور بھی نہیں کیا تھا کہ پاکستان ایک مذہبی مملکت ہو گی۔ جہاں نظام مملکت پہ کسی ایک خاص مذہبی طبقہ کی اجارہ داری ہو گی اس کی ایک وجہ ہے کہ اسلام میں تھیوکریسی کا کوئی تصور نہیں ہے علم دین کسی خاص طبقہ کی میراث نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ "ہم نے قرآن مجید کو بہت ہی آسان اور عام فہم بنایا ہے ہے کوئی جو قرآن مجید میں غور و فکر کرے (سورہ قمر آیت 51)

چنانچہ جتنے بھی قانون وفاقی شرعی کورٹ میں اسلامی احکام کے مطابق نہ ہونے کی بناء پر چیلنج کئے گئے ان میں اکثریت عام قانون دانوں کی ہے مفتی بہت کم تھے جنہوں نے عدالتوں کی اس سلسلہ میں رہنمائی کی لہذا علم قرآن پہ کسی کی اجارہ داری نہیں اسی اجارہ داری کو قائم رکھنے کے لئے جب پہلی مرتبہ قرآن مجید کا اردو ترجمہ کیا گیا تو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پہ علماء نے کفر کا فتویٰ اسی وجہ سے لگایا تھا کہ اس طرح عام لوگ بھی قرآن کو سمجھنا شروع کر دیں گے اور ان کی اجارہ داری ہو جائے گی اس بل کے ذریعہ اب پھر علماء کی اجارہ داری قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

حضرت قائد اعظم نے 11 اگست 1947ء کو دستور ساز اسمبلی میں تقریر کے ذریعہ اصول بیان کئے اور ایک پاکستانی قوم کی تشکیل پہ زور دیا جس میں سب کے مساوی حقوق پہ زور دیا اور آنحضرت کے

حل شدہ مسئلہ ختم کر دیا گیا

میثاق مدینہ کے اصولوں کو خوبصورتی سے اس میں شامل کیا گیا مگر علماء نے جس طرح تحریک پاکستان جدوجہد میں قائداعظم کی مخالفت کی اور انہیں کافر اعظم قرار دیا اسی طرح 11 اگست 1947ء کی تقریر میں بیان کردہ استحکام پاکستان کے اصولوں کو ان کی وفات کے بعد نظر انداز کر دیا سب سے زیادہ افسوس ان مسلم لیگی لیڈروں پہ ہے جنہوں نے قائداعظم سے غداری کرتے ہوئے قائداعظم کو کافر اعظم کہنے والوں کو اپنا امام بنا لیا اور استحکام پاکستان کے اصولوں کی نفی کر دی اب عوام کو چاہیے کہ 11 اگست 1947ء کی

بھارت چوتھی جنگ سے وسیع تر مفاد حاصل کرنا چاہتا ہے

تقریر میں بیان کردہ اصولوں کو جو وصیت قائد کی حیثیت رکھتے ہیں کو قائم کریں۔

موجودہ طرز حکومت آئین کے آرٹیکل اے-2 کے مطابق ہے اور اس طرز کو ہی درست اور شرعی قرار دیا گیا ہے قرآن مجید میں سورۃ نساء آیت 58 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا- إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ-" یقیناً اللہ تعالیٰ تم سب (مردوں عورتوں) کو حکم دیتا ہے کہ تم (مرد عورت) سب امانت حکمرانی اس کے اپنے میں سے اہل کے سپرد کر دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسی طریقہ کی بہترین طور پہ تم سب کو نصیحت کرتا ہے" اس آیہ قرآنی میں "یامرکم" اور "تودوا" دونوں صیغے جمع کے ہیں جس میں مرد و زن تمام شامل ہیں اور مرد و زن میں سے امانت حاکمیت سپرد کی جاتی ہے گو صیغہ جمع مذکر کا ہے مگر اسلوب قرآن کے مطابق اوامر میں اکثر صیغہ جمع مذکر کا ہی استعمال ہوا ہے اور اس میں مرد و زن دونوں ہی شامل ہوتے ہیں۔ جیسے نماز قائم کرنے کے احکامات ہیں وہاں "اقیموا الصلوٰۃ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ "اقیموا" کا صیغہ بھی جمع مذکر کا ہے مگر کسی عالم نے کبھی نہیں کہا کہ نماز پڑھنے کا حکم صرف مردوں کو ہے عورتوں کو نہیں ہے مرد و عورت دونوں ہی مراد ہیں۔ تو پھر کیوں محترمہ بے نظیر بھٹو کے وزیر اعظم مقرر ہونے پر عورت کے وزیر اعظم ہونے پہ اعتراض کیا گیا اور خلاف قرآن اور شرع کہا گیا کیا اس وقت یہ آیت قرآنی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تھی۔ باوجود واضح آیات قرآنی کے وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو پہ اعتراض کیا گیا تو عوام خود سوچ سکتے ہیں کہ ان علماء کے مرتب کردہ شریعت بل کو نافذ کر دیا گیا تو پھر کیا کیا گل کھلائے جائیں گے۔ ان کی سابقہ مخالفت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ تاثر بالکل صحیح ہے کہ شریعت بل کے ذریعہ نفاذ اسلام مراد نہیں بلکہ ان کی منزل اسلام آباد ہے اور پھر جب یہ حاکم بن گئے تو کسی کی کیا مجال جو ان کی منشاء کے خلاف کلام بھی کر سکے۔

ضیاء الحق کے دور میں آزادی اظہار رائے پہ پابندی تھی اور یک طرفہ ٹریفک کی اجازت تھی۔ تمام بنیادی حقوق معطل تھے۔ اب جبکہ آرٹیکل 227، 228، 229، 230، 231 اسلامی دفعات کے عنوان سے ہے آرٹیکل 227 میں اسی امر کا واضح اعلان ہے کہ قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون نافذ نہیں کیا جائے گا۔ اور غیر مسلموں کے قانون میں کوئی مداخلت نہ کی جائیگی آرٹیکل 228 کے تحت کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے اور پھر آرٹیکل اے-2 کے آئین کا بنیادی حصہ بنا کر ہائی کورٹس کو وفاقی شرعی عدالتوں سے زیادہ موثر اور وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح بنیادی حقوق کے زمرے میں آرٹیکل 31 سے آرٹیکل 40 تک تمام اسلامی اصول آئین میں شامل ہیں۔ جن کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔

وفاقی شرعی کورٹ کو شریعت بل کے ذریعہ قرآن و سنت کے مطابق قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ وفاقی شرعی کورٹ کا کوئی تصور قرآن اور سنت میں موجود نہیں ہے ایسی کورٹ کا نہ ہی رسول پاک صلعم کے زمانہ میں اور نہ ہی خلفاء راشدین کے زمانہ میں وجود نظر آتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے میں جب مرکز کے خلاف صوبوں نے آزادی طلب کی اور مرکز میں قائم خلافت کی مخالفت کی تو اس مخالفت کا جواز مہیا کرنے کے لئے نیزوں پہ قرآن مجید آویزاں کر کے گویا اس مخالفت کے لئے قرآن مجید کو گواہ بنایا گیا جسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے بھی ایک شرارت قرار دیا تاکہ مرکز میں خلافت کے مخالفت کا جواز فراہم کیا جائے اور اس مخالفت کو خدا تعالیٰ نے بھی ناپسند کیا ناراضگی میں اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت سے ساری قوم کو محروم کر دیا حکمت الٰہی یہی تھی کہ مرکز میں قائم انتخابی حکومت کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی مخالفت کے برابر ہے۔ اب جب کہ آرٹیکل اے-2 کے مطابق جس کی تائید سورۃ نساء آیت 58 سے ہوتی ہے موجودہ مرکزی حکومت کی مخالفت کے جواز کے لئے شریعت بل کا لانا قومی حکومت کی مخالفت ہے اور سورۃ نساء کی ہی آیت 59 کے مطابق موجودہ مرکزی حکومت کی اطاعت ضروری اور شرعی طور پہ لازمی ہے وہ لوگ جو اپوزیشن کی مرکزی حکومت کے خلاف چلائی جانے والی تحریک سے متاثر ہو کر حکومت وقت کی مخالفت کرتے ہوئے فوت ہو گئے۔ ہیں جب ان کا حساب سورۃ نساء کی آیت 59 کے تحت لیا جائیگا تو کونسی دلیل خدا کے ہاں قابل قبول ہو گی کوئی ہے جو حتمی طور پہ بتا سکے خدارا کیوں مخالفت میں اندھے ہو کر لوگوں کی عاقبت بھی خراب کر رہے ہو

خدا سے کچھ ڈرو لوگو اگر کچھ بھی ایماں ہے

دفعہ (3)5، دفعہ 6، دفعہ (2)8، دفعہ (2)9 کے تحت شریعت بل کے ذریعہ تمام اختیارات بابت تقرری جج صاحبان مفتی حضرات تعلیمی، اقتصادی کمیٹی وغیرہ صرف اور صرف صدر صاحب کو دئے گئے ہیں اور اس میں وزیر اعظم سے مشورہ کا کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ قرآنی آیت سورہ 58 کے تحت صرف اور صرف شرعی طور پہ وزیر اعظم کو ہی تمام جج صاحبان وغیرہ کے تقرر کا اختیار ہے کیونکہ قوم کی اقتصادی تعلیمی ترقی اور انصاف کا مہیا کرنا اور درست طور پہ اداروں کا قیام وزیر اعظم جو کہ بلاواسطہ طور پہ منتخب ہوئی ہیں کی ذمہ داری ہے وہ کونسی آیت قرآنی ہے جس کی وجہ سے اس طرز حکومت کو جو اس وقت آرٹیکل اے-2 کے تحت قائم ہے اور جس کو خود شریعت بل کی تائید کرنے والوں نے بھی اسلام کے عین مطابق آرٹیکل اے-2 کو قرار دیا ہے۔ صدارتی نظام میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور تمام قوم کو یک قلم نظر انداز کر دیا ہے۔ کیا قوم کی اور اس کی رائے کی توہین نہیں کیا یہ قرآنی آیات کی توہین نہیں کیا 1973ء کے منسوخ کرنے کی سازش نہیں؟

تمام قوم کی طرف سے امانت حاکمیت محترمہ بے نظیر بھٹو کے سپرد کی گئی ہے۔ تمام پیپلز پارٹی کے ایم این اے حضرات کو ان کی ذاتی حیثیت میں کوئی ایک ووٹ بھی ملا تمام قوم کی اکثریت نے صرف بے نظیر کو ووٹ دیا ہے اور یہ ایسا اعتماد ہے جو کبھی بھی جو نیجو صاحب کو حاصل نہیں تھا۔ اور نہ ہی آج کسی دوسرے لیڈر کو حاصل ہے۔ صدر محترم کو بلاواسطہ قوم نے نہیں چنا ان کا چناؤ بھی محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے ذریعہ ہوا ہے محترمہ بے نظیر بھٹو کو ہی شرعی طور پہ پورا اختیار حاصل ہے ایسے لوگوں کو بتا دینا چاہیے۔ کہ عوام نے 1973ء کے آئین کے تحت جو اسلامی ہے اور جمہوری بھی محترمہ بے نظیر صاحبہ کو اختیار دیا ہے اب اگر آئین میں کوئی ترمیم کرنی ہے تو اسی آئین میں درج طریقہ کے ذریعہ کی جائے نہ کہ دھونس اور دھاندلی سے عوام اس کو کبھی قبول نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ تضاد کا مجموعہ ہے۔ ان تمام دلائل کی جو شریعت بل کے عدم جواز کے سلسلہ میں دئے جا رہے ہیں پوری طرح سے تشہیر کی جائے۔ جلسہ جلوس سیمینارز، ریڈیو اور ٹیلیویژن اور ملکی رسائل اور اخبارات کے ذریعہ صحیح سمت میں کی جائے اور اس بل کے نفاذ کے ارادوں سے قوم اور عوام کو باخبر رکھا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ تمام قوم اور ملک کو شریعت بل کے نفاذ کے مدعیوں کے بد ارادوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین وماعلینا الا البلاغ۔

شہر نامہ

لتا اور شبانہ پاکستان آرہی ہیں

راولپنڈی، بھارت کی تین معروف شخصیات لتا منگیشکر شبانہ اعظمی اور شترو گھن سہنا پاکستان آرہے ہیں معلوم ہوا ہے کہ سیف گیمز کے لئے فنڈ اکھٹا کرنے کی خاطر سارک ممالک کے ممتاز فنکار پاکستان آرہے ہیں جو ملک کے مختلف حصوں میں پروگرام کریں گے۔ بتایا گیا ہے کہ لتا منگیشکر کی پاکستان آمد کے بارے میں حکومت نے اجازت دے دی ہے جس کے مطابق وہ اکتوبر میں پاکستان آئیں گی لتا کا یہ پہلا دورہ پاکستان ہوگا ان کے دورے کی تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ دریں اثنا یہ بھی پتہ چلا ہے کہ شبانہ اعظمی پانچ سے پندرہ نومبر کے عرصے میں پاکستان آئیں گی وہ کینسر کی ایک امدادی تنظیم کے لئے ملک کے مختلف شہروں میں پروگرام پیش کریں گی ان کی آمد نومبر کے پہلے ہفتہ میں امکان ہے ان کا پروگرام راولپنڈی، لاہور اور کراچی میں ہوگا ادھر اسلام آباد میں دلیپ کمار کے دوست پاکستان کلچرل فورم کے صدر مسٹر حارث نے بتایا کہ شترو گھن سہنا کو پاکستان آرہے ہیں ان کا یہ دورہ نجی ہوگا اور وہ چند روز اسلام آباد ہی میں قیام کریں گے واضح رہے کہ شترو گھن سہنا پہلے بھی کئی بار پاکستان آ چکے ہیں

شادی کا اعلان ڈنکے کی چوٹ پر کروں گی۔ نیلی

لاہور میں پتلی دبلی اور نازک اندام ہوں اس لئے بھاری بھر کم فلمی کرداروں سے دور بھاگتی ہوں یہ بات اداکارہ نیلی نے ایک انٹرویو میں کہی نیلی نے دعویٰ کیا کہ وہ واحد اداکارہ ہیں جنہوں نے اپنے فلمی کیریئر میں اپنے جسم کو مکمل فٹ رکھا ہے۔ پتلی ناک چھوٹے گول چہرے اور لمبی ٹانگوں والی نیلی جس میں مشرقی حسن لبالب بھرا ہوا ہے اس نے کہا کہ بعض لوگ جو میری مقبولیت سے خائف ہیں میری شادی اور معاشقوں کے حوالے سے نت نئی افواہیں پھیلاتے رہتے ہیں جن میں رتی بھر صداقت نہیں ہوتی میں نے جب بھی شادی کی تو اس کا اعلان ڈنکے کی چوٹ پر کروں گی۔

عریانیت کا سہارا وہ لیتی ہیں جنہیں کچھ نہیں آتا۔ نیلم

بمبئی۔ بھارتی اداکارہ نیلم نے کہا ہے کہ فلموں میں عریانی کا سہارا وہ اداکارائیں لیتی ہیں جنہیں اپنی صلاحیتوں پر بھروسہ نہیں ایک مقامی جریدے کو دیئے گئے اپنے حالیہ انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ میں نے جب سے فلمی دنیا میں قدم رکھا ہے اس وقت سے لے کر آج تک اپنے سینیئرز سے سیکھنے کی کوشش کی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میں عریانی اور فحاشی کا سہارا لے کر عوام کی توجہ حاصل کرنے والی اداکاراؤں میں سے نہیں اگر میں بھی شروع میں وقت ضائع کرتی تو آج اس مقام پر نہیں ہوتی نیلم نے ایک سوال پر کہا کہ میں خوبصورت ہوں اور باصلاحیت بھی پھر کوئی ایسا سین پکچرائز کیوں کراؤں جو کہانی کی ڈیمانڈ پر پورا نہیں اترتا انہوں نے کہا کہ میں ایسے مسئلے پر ہدایت کار سے بات چیت کرنے سے بالکل نہیں گھبراتی اور بے معنی اور غلط قسم کے مناظر فلمبند کرانے سے صاف انکار کر دیتی ہوں ورنہ دوسری اداکارائیں فحاشی سے وہ سب کچھ کر لیتی ہیں جو ان سے کہا جاتا ہے۔

کا مظاہرہ کیا سیف گیمز میں بھی کھیلیں میں سبھی میں انہوں نے High Through والا کھیلا۔

س۔ اس کھیل کے لئے آپ کو بہتر سہولتیں میسر ہیں؟

ج۔ اگر ہمیں ان کھیلوں کے لئے پوری سہولتیں دی جائیں تو ہم اس سے بہتر کھیل پیش کر سکتی ہیں۔ اور اگر ہمیں باہر کے ممالک میں بھیجا جائے تو ہم ان سے بہتر کارکردگی ثابت کر سکتے ہیں۔

س۔ کیا کالج کی پرنسپل صاحبہ کھیلوں میں دلچسپی لیتی ہیں؟

ج۔ ہماری پرنسپل صاحبہ ذاتی طور پر بہت زیادہ دلچسپی رکھتی ہیں۔ اور انہی کی وجہ سے کالج میں ہینڈ بال کی ٹیم بنی ہے۔

س۔ یونیورسٹی چیمپئن کے لئے کتنے کالجوں میں مقابلہ ہوا تھا؟

ج۔ چھ کالجوں میں مقابلہ ہوا تھا۔ سیمی فائنل گورنمنٹ کالج سرگودھا اور فائنل لاہور کالج برائے خواتین سے ہوا۔

س۔ آپ کی ٹیم میں کونسی لڑکیاں اچھا کھیل کھیلتی ہیں؟

ج۔ گول کیپر بشریٰ انجم۔ آنسہ نسیم باجوہ اور امینۃ الکبریٰ نے اچھا کھیل پیش کیا۔

س۔ انٹر کالجیٹ چیمپئن شپ زیادہ مشکل ہے یا انٹر یونیورسٹی چیمپئن شپ زیادہ مشکل؟

ج۔ انٹر کالجیٹ چیمپئن شپ زیادہ مشکل ہے۔ اس میں زیادہ کالج شامل ہوتے ہیں اور مقابلے سخت ہوتے ہیں۔

س۔ ہینڈ بال اور باسکٹ بال میں قد بہت اہمیت رکھتا ہے۔ چاق و چوبند ہونا نظر عقاب کی مانند خود اعتمادی اور قوتِ فیصلہ ہونی چاہیئے۔

س۔ آپ کے مستقبل کے کیا ارادے ہیں؟

ج۔ ایم اے کرنے کے بعد اس کھیل کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا چاہتی ہوں۔

س۔ اچھا کھلاڑی کونسا ہوتا ہے۔

ج۔ جو باہمی تعاون، ٹھنڈے مزاج ہوشیار اور اگر کوئی فاؤل کھیلے تو اچھا جواب دے۔ ... نہ ہو اور ٹیم کے لئے مخلص ہو۔

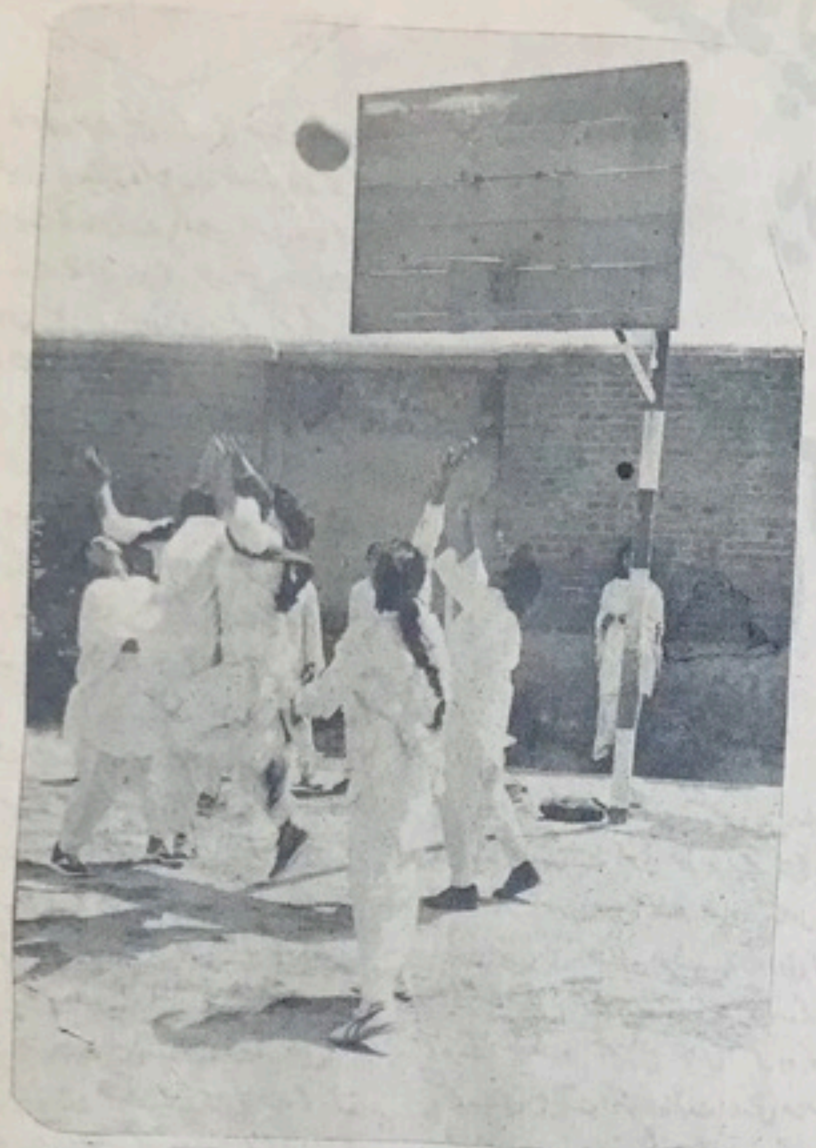

تعارف

مہ جبیں گورنمنٹ فزیکل ایجوکیشن وحدت روڈ لاہور میں ایک اُستاد ہیں۔ جو اپنی شخصیت گفتار اطوار کے لحاظ سے مکمل کھلاڑی بھی نظر آتی ہیں۔ ان کی ذاتی محنت و لگن ہی کی وجہ سے ہینڈ بال کی ٹیم معرض وجود میں آئی کیونکہ یہ کھیل پاکستان میں نیا ہے۔ انہیں ہم کھیلوں کی دنیا میں آل راؤنڈر کہہ سکتے ہیں۔ ہاکی، باسکٹ بال والی بال اتھلیٹکس ان تمام کھیلوں میں طبع آزمائی کر چکی ہیں۔ اور ان کھیلوں میں مختلف انعامات اور سرٹیفکیٹ حاصل کر چکی ہیں۔ انہیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کالج کی سابقہ طالبہ رہ چکی ہیں۔ افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ایک ایسا کالج جو پنجاب کے کالجوں کے لئے ایسے اساتذہ پیدا کرتا ہے جو کھیلوں کی نشوونما کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی اپنی کوئی گراؤنڈ نہیں ہے جو دوسرے کالجوں کی گراؤنڈ میں جا کر پریکٹس کرتے ہیں۔ اس کے باوجود ان کی سرکردگی میں پنجاب انٹر یونیورسٹی اور انٹر کالجیٹ چیمپئن شپ جیت کر کالج کا نام روشن کیا۔ ان کا اپنی طالبات کے ساتھ اچھا رویہ شفقت ہو کہ ان میں خود اعتمادی پیدا کرتا ہے اور ایک ٹیم ورک کی صورت میں حوصلہ افزا نتائج برآمد کرتا ہے۔ ایک اچھے اُستاد کی خوبی ہے کہ وہ اپنے سٹوڈنٹس کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اُجاگر کرے ان میں اعتماد پیدا کرے کیونکہ اُستاد کسی بھی معاشرے میں شخصیت کو فعال بنانے میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی بڑے لوگ ہوتے ہیں انہیں عظیم بنانے میں کسی نہ کسی اُستاد کا ہاتھ رہا ہے۔ بے شک ہینڈ بال گیم میں ان کی معاونت اس کھیل کو ترقی دینے میں نیک شگون ثابت ہوگی۔ اور بہت جلد کھیلوں کی دنیا میں اپنا بلند مقام پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

تشدد پسند اور قتل و غارت میں ملوث طلبہ کی سرپرستی کیوں؟

نوجوان طبقہ کسی ملک کی معیشت کو بنانے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے خصوصاً طلبہ کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے پاکستان تیسری دنیا کا ملک ہونے کے ناطے اس چیز کا متحمل نہیں ہو سکتا کہ اس کی نوجوان نسل اور خصوصاً طلباء کسی قسم کی بے راہ روی کا شکار ہو جائیں ہمارے ملک میں تعلیمی نظام روز بروز انحطاط کی طرف گامزن ہے جس میں بہت سے عوامل کارگزار ہیں۔

جب تک طلباء کو خصوصاً اور نوجوان طبقے کو عموماً صحیح سمت میں راہنمائی نہیں ملتی اس وقت تک ان سے بھی کسی قسم کے مثبت رویے کی توقع کرنا ایک خوش فہمی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ طلباء کے کردار کی تکمیل میں جہاں تک ماں باپ اور اساتذہ کا کردار ایک اہمیت کا حامل ہے وہاں ہمارے ملک کے سیاستدانوں کا کردار بھی کسی کم اہمیت کا حامل نہیں تعلیمی اداروں میں زیادہ تر طالبعلم ایسے گھروں سے تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں جن کی مالی حالت تسلی بخش نہیں ہوتی۔ ایسے گھرانوں کی نظریں ایسے نوجوانوں پر مختص ہوتی ہیں۔ جو تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کی مالی حالت بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہو سکیں۔

یہ ایک بین حقیقت ہے کہ اگر طلباء کو ایک صاف ستھرا اور سازگار تعلیمی ماحول فراہم کیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ آگے چل کر مفید شہری نہ بن سکیں۔ یہ وقت کا تقاضا بھی ہے کہ طلباء ملک کی ترقی میں بہتر سے بہتر کردار ادا کریں تعلیمی ماحول کو جس قدر اساتذہ اور والدین کی بے توجہی نے خراب کیا ہے اس سے کہیں بڑھ کر ہمارے ملک کے مفاد پرست سیاستدانوں کی منفی سوچ نے اس کو متاثر کیا ہے خدا کے شکر سے ہمارے ملک نے ایک طویل آمرانہ دور حکومت سے گزرنے کے بعد جمہوریت کا منہ دیکھا ہے مگر اس جمہوری دور کو ہمارے ملک کے سیاستدان جس طرح نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے ہیں اس پر کسی کو کوئی شک نہیں ہمارے سیاستدانوں کا اخلاقی معیار اس قدر گر چکا ہے کہ وہ اپنے ذاتی مفادات پر نہ صرف طلباء کی زندگیوں کو بلکہ ہر طرح کے قومی مفادات کو قربان کئے جا رہے ہیں۔

جہاں تک پچھلے گیارہ سالہ دور آمریت کی خامیوں کا تعلق ہے وہ کسی بھی ذی شعور انسان سے چھپی نہیں ہیں۔ مگر اس دور کی ایک اچھی بات طلباء تنظیموں پر پابندی تھی۔ ہر قسم کے بیرونی اور اندرونی دباؤ کے باوجود طلباء تنظیموں پر پابندی کو قائم رکھا گیا جس سے مجموعی طور پر اچھے نتائج سامنے آئے۔ پھر جمہوری دور آیا اور طلباء تنظیموں سے پابندی اٹھالی گئی۔ طلباء نہ صرف بے راہ روی کا شکار ہو گئے بلکہ غلط اور مفاد پرست سیاستدانوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ ہر طلباء تنظیم قطع نظر اس سے کہ وہ کونسی تنظیم ہے ان میں سے اکثر ناعاقبت اندیش عناصر کی وجہ سے بدمعاشی اور قانون شکنی کا گہوارہ بن کر رہ گئی ہیں۔ ہر طلباء تنظیم میں بے شمار ایسے لوگ ہیں جن کے خلاف قانون شکنی کے بیسیوں مقدمات درج ہیں اور ان لوگوں کو تحفظ دینے والے منفی سوچ رکھنے والے ہمارے سیاستدان ہیں۔

پچھلے دنوں پورے ملک میں رئیس کالیا کی ہلاکت پر مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف قسم کا رد عمل سامنے آیا ہے رئیس کالیا کو جو ایک بدنام اور اول درجے کا بدمعاش تھا سیاسی شہید کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے رئیس کالیا اخباری رپورٹ کے مطابق ایک مبینہ پولیس مقابلے میں مارا گیا قطع نظر اس کے کہ آیا رئیس کالیا اصلی پولیس مقابلے میں مارا گیا یا کہ نقلی پولیس مقابلے میں اس کی ہلاکت کے بعد پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن نے اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنالیا افسوسناک امر یہ ہے کہ حکمران طبقہ کے ذی شعور سیاستدانوں نے جس میں جناب فخر زمان، جناب اسلم گل اور رانا شوکت محمود کے نام سر فہرست ہیں اس قتل کے خلاف باقاعدہ عملی محاذ آرائی شروع کر دی۔ ان سیاستدانوں میں سے کسی نے یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ چھان بین کر سکیں کہ آیا رئیس کالیا پیپلز سٹوڈنٹس فیڈریشن کا رکن ممبر بھی تھا کہ نہیں رکن بننے کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ ایک مجرم سرعام جرم کر کے جب آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے تو قانون کے انصاف سے بچنے کے لئے کسی طلبہ تنظیم میں حصہ لے تا کہ اس کو غیر قانونی کاموں کے لئے قانونی تحفظ مل سکے۔ رئیس کالیا کس قسم کا مجرم تھا اس کے متعلق بہتر رائے وہی لوگ دے سکتے ہیں جو اس کے حساب کا کسی نے کسی طرح سے نشانہ بنے کیا یہ کسی طلبہ تنظیم کے رکن کو زیب دیتا ہے کہ وہ ڈاکے ڈالے، معصوم لوگوں کی زندگیوں سے کھیلے، یا پھر شریف لوگوں کی بیٹیوں کی عزت لوٹتا پھرے۔ یہ وہ ایسی حقیقتیں ہیں جن سے پہلوتہی ممکن نہیں۔

دوسری طرف طلبہ تنظیموں کے منفی طرز عمل کی وجہ سے تعلیمی اداروں کا ماحول جس قدر متاثر ہوا ہے وہ ایک افسوسناک امر ہے جب سے طلبہ تنظیموں سے پابندی اٹھائی گئی ہے کسی بھی استاد کی عزت محفوظ نہیں تعلیمی اداروں کے سربراہان کو باقاعدہ بلیک میل کیا جاتا ہے تاکہ ان سے ہر جائز اور ناجائز کام لیا جا سکے۔ طلباء کے داخلوں کے سلسلے میں تعلیمی اداروں کے سربراہ جہاں حکومت پنجاب کی طرف سے وضع کی گئی پالیسی پر سختی سے عمل کرنے کے پابند ہیں وہاں وہ طلبہ تنظیموں کے راہنماؤں کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر بھی مجبور ہیں۔ پنجاب کا کوئی ایسا کالج نہیں جہاں طلبہ کے داخلوں کے سلسلے میں صرف میرٹ کو ہی سامنے رکھا گیا ہو۔ مفاد پرست سیاستدانوں کے ہاتھوں میں کھیلے جانے والے طلباء تنظیموں کے راہنما بے شمار ایسے طالبعلموں کے داخلے ناجائز طریقے سے کرواتے ہیں جو کسی بھی طرح سے میرٹ میں نہیں آتے۔ اسطرح سے داخلے حاصل کرنے والے طالبعلم نہ صرف حق دار طلباء کو داخلے سے محروم کرتے ہیں بلکہ آگے چل کر ان تنظیموں کے لئے جائز اور ناجائز کام کرنا بھی اپنا فرض عین سمجھتے ہیں۔ اور نتیجتاً تعلیمی ماحول کو اس غلط سیاست کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔

[illegible] کسی نہ کسی طور پر کسی ایک سیاسی جماعت کے ساتھ وابستہ ہے اور پھر اس میں سے کچھ طلبہ غلط ہاتھوں میں چڑھ جاتے ہیں۔ جنہیں ملکی و قومی مفادات سے زیادہ ذاتی مفادات کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ آئے روز اخبارات میں آئی جے آئی کی طرف سے بیان آتے ہیں کہ ملک میں دہشت گردی کی جو فضا قائم ہو چکی ہے اس میں ان لوگوں کا ہاتھ ہے جن کو پی پی پی نے جیلوں سے رہا کیا ہے۔

آئے دن پولیس مقابلے میں مرنے والے یا مارے جانے والوں کو طالبعلم شو کئے جاتے ہیں یہ تو قومی خودکشی کے مترادف ہے اور اس کی ذمہ داری براہ راست ہمارے سیاستدانوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اس امر کی تحقیقات کرائیں اور صحیح نقطہ نظر عوام میں پیش کریں۔ ہمارے ملک میں کم و بیش جتنی بھی تعلیمی اداروں کی تنظیمیں ہیں وہ صرف اسلامی جمعیت طلبہ کے سد باب کے طور پر وجود میں آئیں۔ لمحہ فکریہ ہے کہ آیا دہشت گردی کے جو بھی واقعات ہوتے ہیں کیا یہ طلبہ اپنے اپنے گھروں سے یہ سب کچھ سیکھ کر آتے ہیں ہرگز نہیں یہ سب کچھ انھوں نے اس ملک کی منفی سیاست سے حاصل کیا ہے ہمارے سیاستدانوں کے معیار کا اندازہ ان کے آئے دن جاری ہونے والے بیانات سے لگایا جا سکتا ہے شاید ہی کسی سیاستدان کا بیان ایسا ہو جس میں جنتی ہوان کو صرف ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کے سوا اور کوئی کام نہیں سارا ملک منفی سیاست کی چپیٹ میں ہے تو اس صورت میں طلبہ ہی کو کیوں نشانہ بنایا جا رہا ہے اگر سیاستدان آپس کی مخالفت کو بھول جائیں اور ذاتی رنجش ایک طرف رکھ دیں تو طلبہ بھی جو کہ اس ملک کے بارے میں ایک نقطہ نظر رکھتے ہیں مثبت سوچ اور طرز عمل کا اظہار کریں گے۔

پیپلز پروگرام ہو یا تعمیر وطن پروگرام یہ تو ملکی مفاد میں ہے۔

بنیادی طور پر غیر ترقی یافتہ علاقوں میں زندگی کی بنیادی ضروریات اگر پہنچتی ہیں تو ایک اچھی بات قطع نظر اس سے کہ وہ پیپلز پروگرام کے ذریعے پہنچے یا تعمیر وطن پروگرام کے۔ گذشتہ گیارہ سالہ دور میں جہاں ملک کی معیشت تباہی کے دہانے پر جا پہنچی ملک کا دیوالیہ نکل گیا وہاں غیر ترقی یافتہ علاقوں کی تعمیر و ترقی پر بھی کوئی توجہ نہ دی گئی اور اب چونکہ جمہوریت کا سورج کسی نہ کسی شکل میں طلوع ہو ہی گیا ہے تو ملکی ترقی کی راہ میں ایسے سیاستدان روڑے اٹکا رہے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اپنے ذاتی مفادات میں اس قدر الجھے ہوئے سیاستدان اس نئی نسل کو کیا سبق دے سکتے ہیں۔ جمہوری دور سیاست کی نرسری کے طور پر کام کرتا ہے جہاں سیاست کے میدان میں نئے نئے تجربے ہوتے ہیں۔ اور اچھے اور برے کی تمیز کرنے کا ماحول پیدا ہوتا ہے مگر اس طرح کی سیاست میں کیا اچھا اور کیا برا ہے اس کی پہچان ہی ختم ہو گئی ہے۔ حکمران جماعت ہے یا حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والا کوئی سیاستدان ان کے رویوں میں ملکی و قومی مفاد سے بڑھ کر اپنے ذاتی اور پارٹی کے مفادات زیادہ افضل ہیں۔ تنقید برائے تنقید کا اصول پنپ گیا ہے۔ یہ شریعت بل ہو یا مسئلہ کشمیر ہمارے سیاستدان کبھی ایک نقطہ نظر پر نہیں پہنچ سکے۔ جس کا نتیجہ خدا نہ کرے شاید چوتھے مارشل لاء کے نفاذ میں نکلتا نظر آ رہا ہے۔

ہمارے مذہبی سیاستدانوں اور علماء میں جس شعور کی امید تھی وہ بھی بہت بعید ہے۔ مذہب سے زیادہ ان کو سیاست عزیز ہے۔ علماء کا آپس میں ذاتی اختلاف سیاست میں بھی واضح نظر آتا ہے۔ مولانا طاہر القادری نے جب سے پاکستان عوامی تحریک کے قیام کا اعلان کیا ہے ان کا کردار متنازعہ ہو کر رہ گیا ہے پچھلے دنوں ان کے گھر میں فائرنگ کیس اور اس کی عدالتی تحقیقات کے دوران ان کے کردار کے ایسے خفیہ پہلو سامنے آئے جو بحیثیت ایک مذہبی سکالر کے ان کے شان شایان نہیں ہیں۔ یہ کس قسم کی سیاست ہے جس میں اخلاقیات سے لے کر مذہب تک ہر ایک چیز داؤ پر لگی ہوتی ہے۔ یہ صاف ستھری سیاست نہیں ہے۔ جس سے نوجوان نسل کوئی سبق سیکھ لے۔

کراچی اور حیدر آباد بلکہ پورا سندھ آگ میں جل رہا ہے اور وہاں پر بھی سیاستدانوں نے طالبعلموں کو اپنے چنگل میں لیا ہوا ہے۔ کراچی یونیورسٹی اور دوسری بڑی بڑی علمی درسگاہیں مدتوں سے بند ہیں کیونکہ وہاں کے طلبہ کے اندر اسی طرح کے لسانی اور نسلی گروہ پیدا ہو گئے ہیں جس طرح کے سندھ کے سیاستدانوں کے درمیان ہیں۔ ہمارے ملک کے سیاستدانوں نے کبھی بھی اس پہلو کو سامنے نہیں رکھا کہ اگر وہ پانچ سال کی مدت کے لئے ایک دوسرے کے وجود کو تسلیم کر لیں اور مل بیٹھ کر ملکی مسائل کو حل کریں تو ملک اس حالیہ دہشت گردی کی لپیٹ سے نکل سکتا ہے۔

طلباء کی سیاست اس ملک کی مجموعی سیاست کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اگر ملکی سیاست میں ہمارے سیاستدانوں کا رویہ مثبت ہو گا تو طالبعلم تنظیموں میں جو ان سیاستدانوں کے براہ راست اثر میں ہیں ایک شعور کی نئی لہر دوڑ جائے گی۔ اور پھر شاید قتل و غارت ڈاکہ زنی کی وارداتیں۔ اغوا کے مسائل کبھی پیدا نہ ہوں۔ پھر شاید کسی غریب ماں باپ کا بیٹا جو تعلیم حاصل کرنے کے لئے درس گاہ میں آیا ہے ان مفاد پرستوں کے ہتھے چڑھنے سے بچ جائے اور پھر شاید غریب ماں باپ کے بچے طلبہ تنظیموں کی ذاتی رنجش کی بھینٹ کبھی نہ چڑھیں۔ ہمارے ملک کے سیاستدانوں کو اس مسئلے کے بارے میں صدق دل سے سوچنے کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ ان کو تعلیمی اداروں میں اس طرح کے ماحول کو ختم کرنے کے لئے جہاد کرنے کی ضرورت ہے۔

ہماری ذاتی وابستگیاں مختلف جماعتوں سے ہو سکتی ہیں۔ مگر سب سے پہلے ہم پاکستانی ہیں۔ اس ارض پاک کی حفاظت کرنا ہمارا اولین فرض ہے نوجوان طبقہ ہمارے ملک کا قیمتی سرمایہ ہے اس کو ضائع ہونے سے بچانا ہے اس کو جب تک صحیح سمت راہنمائی نہ ملے ہمارا ملک کبھی ترقی نہیں کر سکے گا۔ جب تک تعلیم عام نہیں ہو گی۔ لوگوں میں شعور نہیں آئے گا۔ اور جب تک لوگوں میں شعور نہیں آئے گا۔ اس وقت تک اس طرح کے مفاد پرست سیاستدانوں کے ہاتھوں نوجوان نسل تباہ ہوتی رہے گی۔ ملک کی بہتری کے لئے کام کرنے کے لئے ضروری ہے پہلے اپنے ذاتی مفادات کو قومی مفادات پر حاوی نہ ہونے دیا جائے۔ قومی یکجہتی ہماری قوم کی سب سے بڑی ضرورت ہے جب تک قومی یکجہتی نہیں ہو جاتی ہم اندرونی اور بیرونی دونوں طرح کمزور ہوتے جائیں گے۔

باقیات × (باقیات) ÷ بنیاد پرست = بربادی + حکومت کا خاتمہ
ذاتی دشمنی (کرپشن)

کبھی حکومت میں بھی ایک خوبصورت وزیر ہوا کرتا تھا جسے عوامی حلقوں میں سوہنا منڈا کہا جاتا تھا۔ اور اب تو ماشاءاللہ حسین نوجوانوں کی فوج ظفر موج موجود ہے محترمہ پرائم منسٹر سے لے کر جناب نواز شریف تک بلکہ اس سے بھی آگے اپوزیشن گروپ تک میں خوبصورت چہروں کی کمی نہیں۔ اسی لحاظ سے موجودہ قیادت بھی نوعیت کی خوبصورت قیادت ہے مگر ایک کام بہت خراب ہو گیا ہے کہ روایتی رقابت کی جگہ خاندانی دشمنی پھل پھول رہی ہے بظاہر تو یہی پرچار ہے کہ ہماری جنگ نظریاتی جنگ ہے مارشل لاء کی باقیات اور نظریاتی مجاہدوں کی باقیات جس طرح دست و گریباں ہیں اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ احمد رضا قصوری نے جو رپٹ درج کرائی وہ ذاتی دشمنی پر محمول تھی۔ ذوالفقار علی بھٹو کی پھانسی کی سزا ذاتی بغض و عناد پر مبنی تھی پھر چوہدری ظہور الٰہی کا قتل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی اور سانحہ بہاولپور اس کا کلائمیکس تھا۔ جنرل ضیاء الحق کی 11 سالہ مارشل لائی حکومت میں دشمنیاں دبی رہیں اور پھر جونہی ضیاء الحق منظر سے ہٹے ملک میں جمہوریت کا ڈنکا بجا ساری دشمنیاں اور عناد اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوششیں عروج پر پہنچ گئیں۔ بھٹو خاندان اور ضیاء الحق خاندان کی براہ راست ٹھن چکی ہے ایک طرف بے نظیر بھٹو کے دیگر حواری ہیں تو دوسری طرف ضیاء الحق کے سیاسی فرزند نواز شریف کے ساتھ ضیاء الحق کا اصل وڈا بیٹا اعجاز الحق بھی میدان کارزار میں کود پڑا ہے

اب صورت حال یہ ہے۔ کہ ہر کسی کو بدلے کی آگ جلائے دے رہی ہے بھٹو باقیات کا دعوٰی ہے کہ ہم ضیاء باقیات کو ختم کر کے دم لیں گے اور ضیاء الحق باقیات کا یہ عزم ہے کہ بھٹو باقیات کو صفحہ ہستی سے مٹا کر چھوڑیں گے۔ ان حالات میں وفاق اور 60% بڑے صوبے پنجاب کی چپقلش روز بروز بڑھ رہی ہے جس کا فائدہ چند بازاری کرنے والوں کو۔ ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کو اور بلیک مارکیٹروں کو بہت ہو رہا ہے۔ جب حکمران ٹولا آپس میں دست و گریبان ہے تو ان کی طرف کون دیکھے گا اور ان کا احتساب کون کرے گا ملک میں مہنگائی رشوت بدعنوانی اور لوٹ کھسوٹ کی وہ ریل پیل ہے کہ اس سے قبل کبھی نہ دیکھی تھی آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا ملک کی معاشی سماجی اور اخلاقی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے ذاتی دشمنیوں کے ساتھ ساتھ بنیاد پرستوں کے خوفناک منصوبے اور بھی تباہ کن ہیں وہ کسی نہ کسی بہانے عوام کو اور زیادہ مایوس اور پریشانی کی طرف دھکیل رہے ہیں آخر اس کا منطقی انجام کیا ہوگا یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھے گا عوام کو طفل تسلیاں دینے کیلئے بیان داغ دیئے جاتے ہیں اس سارے فساد فی سبیل اللہ کا حل مڈٹرم الیکشن ہے یعنی خدا کے بندو مڈٹرم الیکشن کر کے کون سا تیر مار لو گے یہی ہے نہ کہ اپنی بولی میں 10۔ 20 لاکھ کا مزید اضافہ کر لو گے ہارس ٹریڈنگ کی لت تو پڑ ہی چکی ہے۔

کراچی اور حیدرآباد کے حالات کو مل جل کر سدھارنے اور وہاں کے لوگوں کو سکھ اور سکون کی زندگی مہیا کرنے کی بجائے وہاں جلسے کر کے دوسروں پر کیچڑ اچھالتے ہیں اور ساری برائی کی جڑ مرکزی پارٹی کو گردانتے ہیں حالانکہ تم جو نفرت اور نفاق کا بیج بو رہے ہو اور بھلائی کے نام پر برائی کر رہے ہو اصل مجرم تم خود ہو ڈرو اس وقت سے جب عوام تمہاری ان چالبازیوں کو سمجھ جائیں گے پھر تمہارا گھیراؤ کریں گے۔ اور تمہیں بھاگنے کی بھی راہ نہیں ملے گی اب بھی وقت ہے ملک و قوم کی خاطر باقیاتی دشمنیوں کو مٹا ڈالو خلوص اور دیانت داری سے اپنے عوام کی بھلائی اور بہتری کیلئے سوچو خزانے پر بوجھ بننے کی بجائے خزانے میں آمدنی کے بارے میں پروگرام وضع کرو۔ ایک عام پاکستانی شہری کیلئے تعلیم، صحت، روزگار اور سر چھپانے کی جگہ کے بارے میں سوچو۔ عوام کو بیوقوف بنانا چھوڑ دو۔

عوام اب ان حالات سے تنگ آ چکے ہیں وہ حکومت کے خوبصورت چہروں سے بیزار ہو چکے ہیں اب جلد وہ دن آنے والا ہے جب عوام سڑکوں پر نکل آئیں گے اپنے حق اور اپنی بہتری کے لئے وہ جدو جہد کا نعرہ لگائیں گے اور پھر نہ ذاتی دشمنی رہے گی نہ دشمن عوام سکھ کا سانس لے سکیں گے اور جو بھی حکومت ہو گی وہ ماضی سے بھرپور استفادہ کرے گی

MANUFACTURERS & SUPPLIERS
Of All types of Cotton textiles and textile articles:-
Bedding Clothing, Dressing Material, Hospital Garments, Uniforms of Armed Forces. Towels, Bed Sheets, Blankets Wollen, K.T. Cloth, Febron etc.
for business dealings contact:
M/S Al-Qadri Trading Corporation (Regd)
P.O. Box No. 2441, G.P.O.
6th Floor Aiwan-e-Auqaf.
Shahrah-e-Quaid-e-Azam
Lahore, Pakistan.
Phone: 54729

کیا ایسے کم سخن سے کوئی گفتگو کرے
جو مستقل سکوت سے دل کو لہو کرے
اب تو ہمیں بھی ترکِ مراسم کا دکھ نہیں
پر دل یہ چاہتا ہے کہ آغاز تو کرے
تیرے بغیر بھی تو غنیمت ہے زندگی
خود کو گنوا کے کون تری جستجو کرے
اب تو یہ آرزو ہے کہ وہ زخم کھائیے
تا زندگی یہ دل نہ کوئی آرزو کرے
تجھ کو بھلا کے دل ہے وہ شرمندۂ نظر
اب کوئی حادثہ ہی ترے روبرو کرے
چپ چاپ اپنی آگ میں جلتے رہو فراز
دنیا تو عرضِ حال سے بے آبرو کرے

دوست بن کر بھی نہیں ساتھ نبھانے والا
وہی انداز ہے ظالم کا زمانے والا

صبح دم چھوڑ گیا نکہتِ گل کی صورت
رات کو غنچۂ دل میں سمٹ آنے والا

کیا کہیں کتنے مراسم تھے ہمارے اس سے
وہ جو اک شخص ہے منہ پھیر کے جانے والا

تیرے ہوتے ہوئے آ جاتی تھی ساری دنیا
آج تنہا ہوں تو کوئی نہیں آنے والا

تم تکلف کو بھی اخلاص سمجھتے ہو فراز
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا

میں کہ پُرشور سمندر تھے مرے پاؤں میں
اب کہ ڈوبا ہوں تو سوکھے ہوئے دریاؤں میں

نامرادی کا یہ عالم ہے کہ اب یاد نہیں
تو بھی شامل تھا کبھی میری تمناؤں میں

دن کے ڈھلتے ہی اجڑ جاتی ہیں آنکھیں ایسے
جس طرح شام کو بازار کسی گاؤں میں

چاکِ دل سی کہ نہ سی، زخم کی توہین نہ کر
ایسے قاتل تو نہ تھے میرے مسیحاؤں میں

ذکر اس غیرتِ مریم کا جب آتا ہے فراز
گھنٹیاں بجتی ہیں لفظوں کے کلیساؤں میں

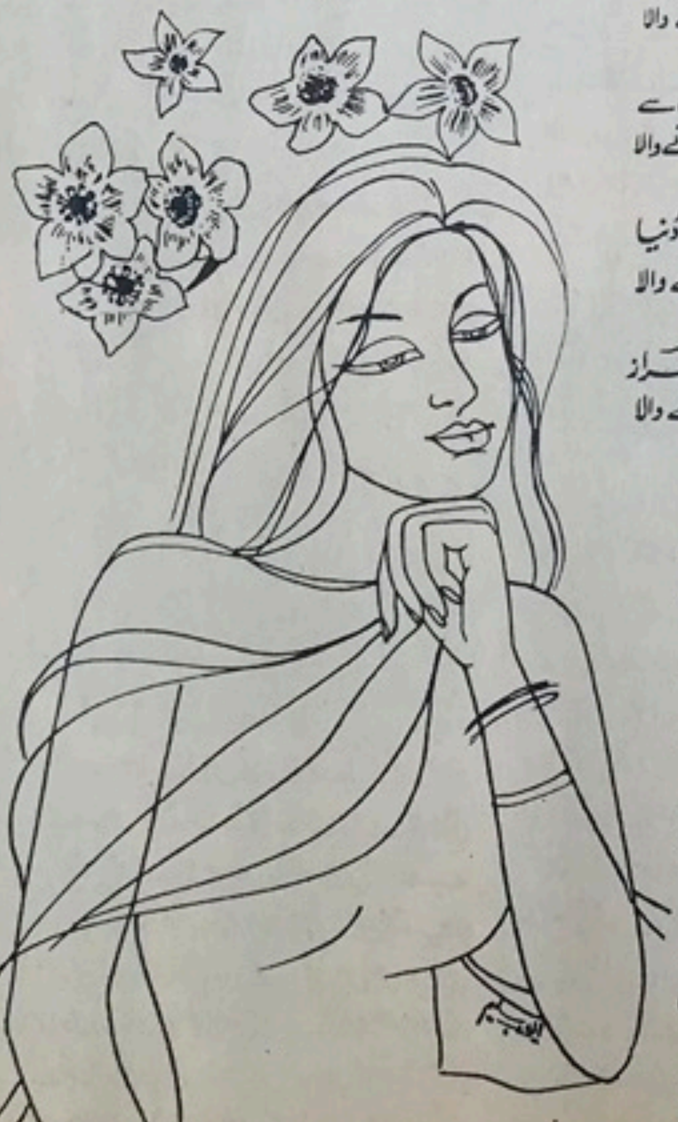

اپنی محبت کے افسانے کب تک راز بناؤ گے
رسوائی سے ڈرنے والو بات تمہی پھیلاؤ گے

اس کا کیا ہے تم نہ سہی تو چاہنے والے اور بہت
ترکِ محبت کرنے والو! تم تنہا رہ جاؤ گے

ہجر کے ماروں کی خوش فہمی! جاگ رہے ہیں پہروں سے
جیسے یوں شب کٹ جائے گی جیسے تم آ جاؤ گے

زخمِ تمنا کا بھر جانا گویا جان سے جانا ہے
اس کا بھلانا سہل نہیں ہے خود کو بھی یاد نہ آؤ گے

چھوڑو عہدِ وفا کی باتیں کیوں جھوٹے اقرار کریں
کل میں بھی شرمندہ ہوں گا کل تم بھی پچھتاؤ گے

رہنے دو یہ پند و نصیحت ہم بھی فراز سے واقف ہیں
جس نے خود سو زخم سہے ہوں اس کو کیا سمجھاؤ گے

ایسے چپ ہیں کہ یہ منزل بھی کڑی ہو جیسے
تیرا ملنا بھی جدائی کی گھڑی ہو جیسے

اپنے ہی سائے سے ہر گام لرز جاتا ہوں
راستے میں کوئی دیوار کھڑی ہو جیسے

کتنے ناداں ہیں ترے بھولنے والے کہ تجھے
یاد کرنے کے لئے عمر پڑی ہو جیسے

تیرے ماتھے کی شکن پہلے بھی دیکھی تھی مگر
یہ گرہ اب کے مرے دل میں پڑی ہو جیسے

منزلیں دور بھی ہیں منزلیں نزدیک بھی ہیں
اپنے ہی پاؤں میں زنجیر پڑی ہو جیسے

آج دل کھول کے روئے ہیں تو یوں خوش ہیں فراز
چند لمحوں کی یہ راحت بھی بڑی ہو جیسے

وفا کے باب میں الزامِ عاشقی نہ لیا
کہ تیری بات کی اور تیرا نام بھی نہ لیا

خوشا وہ لوگ کہ محرومِ التفات رہے
ترے کرم کو بہ اندازِ سادگی نہ لیا

تمہارے بعد کئی ہاتھ دل کی سمت بڑھے
ہزار شکر گریباں کو ہم نے سی نہ لیا

تمام مستی و تشنہ لبی کے ہنگامے
کسی نے سنگ اٹھایا کسی نے مینا لیا

نامرادیٔ منزل بھی مطمئن ہیں کہ ہم
شکستہ پا تھے مگر آسرا کوئی نہ لیا

فراز ظلم ہے اتنی خود اعتمادی بھی
کہ رات بھی تھی اندھیری چراغ بھی نہ لیا

فلمی دنیا کے عجیب وغریب
دلچسپ واقعات

فلمی شیدائی

فلموں کے ہیرو ہیروئنوں اور دیگر اداکاروں کے شیدائیوں کی تعداد لاکھوں بلکہ کروڑوں تک پہنچ جاتی ہے پاکستان کی طرح دیگر ممالک میں بھی اداکاروں کے پرستاروں کے متعدد کلب قائم ہیں جیسے کہ اپنے یہاں محمد علی۔ ندیم اور وحید مراد کے کلب ہیں۔ یہ شیدائی اور پرستار اپنے محبوب اداکاروں سے بے حد محبت کرتے ہیں۔

چنانچہ آپ کو یاد ہوگا کہ مشہور اداکارہ مارلن منرو نے جب اچانک ایک رات خودکشی کرلی تو جب یہ خبر ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر نشر ہوئی تو مختلف شہروں میں مارلن منرو کی دو پرستار لڑکیوں نے اس کی خودکشی کی خبر سنکر خود بھی خودکشی کرلی۔ یہ فلمی دنیا کا واحد واقعہ ہے جب کسی فلمی پرستار نے اپنی عقیدہ و محبت کا جان دے کر اظہار کیا ہو۔

ویسے ایک پاکستانی بھی ان لڑکیوں سے پیچھے نہیں رہا۔ چند برس پہلے کا واقعہ ہے کہ لاہور کا ایک شخص بھارت کی مشہور اداکارہ ہیما مالنی پر عاشق ہوگیا وہ اکثر ٹیلی ویژن سے ٹیلی کاسٹ ہونے والی بھارتی فلموں میں ہیما مالنی کو دیکھا کرتا تھا۔

مجھے عریاں کردار نہ دیا جائے

کمی کاٹکر

بمبئی۔ بھارتی اداکارہ کمی کا کہنا ہے کہ فلموں میں اداکاروں کو ان کی مرضی کے مطابق کردار نہیں ملتے اس لئے انہیں ہدایت کار کی مرضی کے مطابق کام کرنا پڑتا ہے انہوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ مجھے میری مرضی کے مطابق کردار دئیے جائیں اور مجھے اپنے جسم کی نمائش پر مجبور نہ کیا جائے لیکن میں جانتی ہوں کہ ایسا ممکن نہیں ہے، کیونکہ فنکار کی زندگی ایک ایسا دھارا ہے جس کا رخ بدلنا خود اس کے بس کی بات نہیں ہے لہٰذا مجھے اس کا زیادہ افسوس ہے بھی نہیں کیونکہ اگر جینت امان لیلا فلم میں اپنی بھرپور نمائش کرکے آسکر ایوارڈ اور دنیا میں عزت دولت اور شہرت کما سکتی ہیں تو پھر میں ایسا کیوں نہیں کرسکتی

متھن چکرورتی کے نخرے

بمبئی، جب بھی کوئی فنکار کسی فلم کی چند دن کی شوٹنگ میں حصہ لیتا ہے تو اس کے نخرے بڑھ جاتے ہیں کیونکہ اسے احساس ہونے لگتا ہے کہ اب فلمساز اسے نکالنے کی بہت کم ہمت کرے گا کیونکہ وہ تسلسل میں آچکا ہے اور سپر اسٹار تو فلمسازوں کو اپنا ملازم سمجھنے لگتا ہے فلم "عنبری آدمی" کی فلم بندی کے دوران میں بھی ایسا ہی تماشہ اس وقت دیکھنے میں آیا جب اداکار متھن چکرورتی نے فلمساز رام دیال سے "پانچ کا چنز کی ٹی شرٹس" کا مطالبہ کیا۔ فلمساز نے متھن کو پانچ ٹی شرٹس خرید کردیں لیکن جب متھن کا "کا چنز کی ٹی شرٹس" کا اصرار جاری رہا تو رام دیال نے تنگ آکر کہا "یار میاں! گھر پر کا چنز کی ٹی شرٹس خرید کر پہنتے ہو۔" اس پر متھن خاموش ہوگیا۔ کا چنز کی ۵ ٹی شرٹس کی مالیت تقریباً چار ہزار روپے تھی اب اس طرح دوسری بار متھن نے ایک ایسے جوتے کی فرمائش کی جس کی مالیت چھ ہزار روپے تھی فلمساز رام دیال نے اس سے ملتے جلتے جوتے چھ سو روپے میں خرید کر دئیے، بھارت کی فلمی صنعت کی موجودہ بحرانی صورتِ حال نے فلمسازوں کو مجبور کردیا ہے کہ اب وہ اداکاروں کو من مانی نہ کرنے دیں۔

نیلی نے فلمی دنیا چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا

لاہور، کیا نیلی فلمی دنیا چھوڑ جائے گی۔ یہ بات آج کل فلم انڈسٹری میں موضوع گفتگو بنی ہوئی ہے ایک جریدے کے مطابق پچھلے دنوں چند فلمی شخصیات نے نیلی کے ساتھ بدسلوکی کی تھی جس سے دل برداشتہ ہوکر نیلی نے فلمی دنیا چھوڑنے کا فیصلہ کرلیا ہے فلمی دنیا کے جن لوگوں نے اس کے ساتھ بدسلوکی کی تھی ان کا کہنا ہے کہ وہ شوٹنگ کے دوران فلمسازوں سے تعاون نہیں کرتی انہیں پریشان کرتی ہے اور اب اسے غرور و تکبر بھی آگیا ہے وہ شوٹنگ پر اکثر تین چار گھنٹے لیٹ آتی ہے۔ نیلی نے اپنے مخالفین اور حاسدوں کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں کہا کہ خدا جسے عزت دیتا ہے اس کے حاسدوں کی تعداد بھی بڑھتی رہتی ہے۔

MR. ABDULLAH SALEH MBAMBA, DIRECTOR OF UNITED NATIONS INFORMATION CENTRE, ISLAMABAD

Secretary-General Javier Perez de Cuellar appointed Mr. Abdullah Saleh Mbamba as Director of the United Nations Information Centre in Islamabad in December 1988. Mr. Mbamba arrived in Pakistan to assume his duties in January 1989.

A national of the United Republic of Tanzania, Mr. Mbamba was born in Zanzibar on 12 June 1948. He attended Walbrook and Morley Colleges in London and George Washington University in Washigton D.C. He holds a diploma in science and general studies from Kiev State University and a Backelor of Arts degree in labour studies and broadcast journalism from the State University of New York.

Mr. Mbamba began his professional career in journalism in 1972 when he joined the British Broadcasting Corporation (BBC) in London as Broadcast Journalist producing radio programmes for direct broadcast to East and Central Africa. Six years later in 1978 he joined the Voice of America (VOA) in Washington D.C. as International broadcaster and as news and magazine editor responsible for VOA's daily transmissions to East Africa.

Mr. Mbamba joined the United Nations Secretariat in May 1983 and was assigned as Radio Producer in the Radio and Visual Services Division of the Department of Public Information. He worked in that capacity until 1987 when he was re-assigned to the Communications and Project Management Service in DPI as Information Officer incharge of co-ordinating the Department anti-apartheid information activities and other programmes on the question of Namibia. During this period, he was also given special assignments to serve as a liaison officer for the visits to UN Headquarters of a number of Heads of State.

Mr. Mbamba is married and has two children.

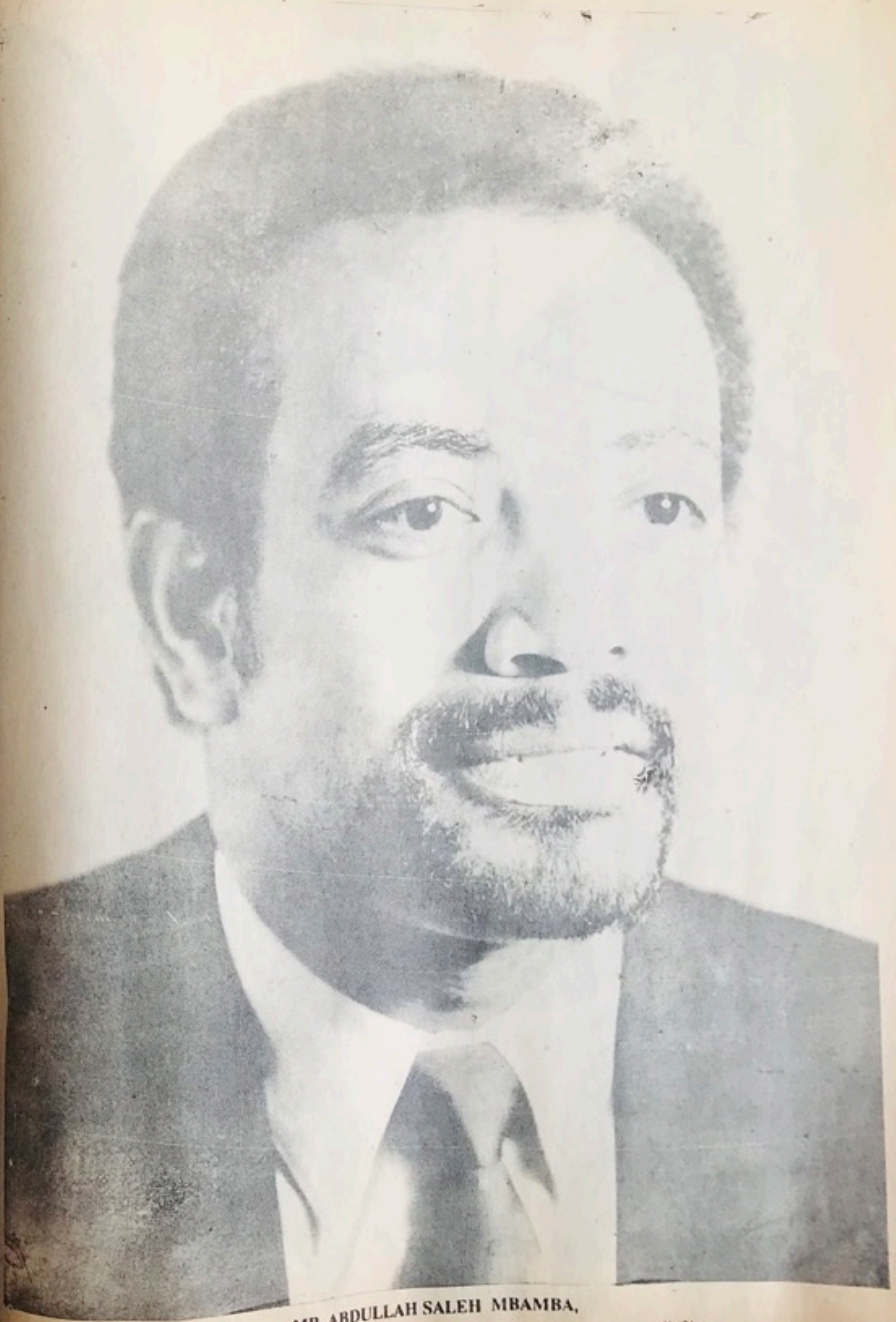

MR. ABDULLAH SALEH MBAMBA,

deficit, greatly assisted by the elimination of a myriad of subsidies, together with the shift to user-pays pricing principles. The focus then shifted to the corporatisation of nine government departments into state-owned enterprises (SOEs).

In the past three years this process of corporatisation has moved on to outright sale. Asset sales so far have included New Zealand Steel, Petrocorp, the Development Finance Corporation, Air New Zealand and the Rural Bank. Despite rejecting bids for its entire stake in the Bank of New Zealand, the Government has reduced its shareholding from 100 to 51 percent. Also currently available for sale are the Coal Corporation, Government Printing Office, State Insurance and - most significantly in terms of value - the cutting rights to state forests.

The emphasis placed by the Government on reducing New Zealand's inflation rate to below 2 percent has been controversial, especially when output was declining through 1988, but persistent government and Reserve Bank efforts were rewarded by a decline in the inflation rate to 4.0 percent for the year to March 1989, and, in anticipation of this decline in inflation, a sharp decline in interest rates early in 1988.

However, continuing pressure on the fiscal position from higher social welfare transfers and lower revenue, both associated with the recession, led to a rise in the goods and services tax rate from 10 to 12.5 percent in July 1989. This lifted the inflation rate to 7.2 percent for the year to September 1989. Notwithstanding this rise in the inflation rate, wage settlements in the current negotia tions - in the face of high unemployment and a Reserve Bank still determined to achieve its inflation objectives - are averaging about 4.5 percent, indicating that the inflation rate is likely to drop back to about 4 percent in the coming year.

In a further bid to enhance the credibility of a price stability objective, the Government in 1989 introduced into Parliament a bill which will give the Reserve Bank more autonomy in conducting monetary policy and set the achievement and maintenance of price stability as the bank's primary objective.

There are many changes yet to make. A relatively inflexible labour market and an extensive and poorly designed welfare system are two areas yet to be adequately addressed. Nevertheless, New Zealanders have good reason to face the 1990s with optimism in view of the many changes and reforms that have been achieved.

For the first time in 20 years the fiscal position is nearing balance. The Government is instituting a monetary regime which could achieve sustained inflation rates similar to Japan's. Whereas in 1984 the top income tax rate was 66 percent, now it is 33 percent; the company tax rate has dropped from 48 to 33 percent; the financial markets are among the least regulated in the OECD, the agricultural sector, still a major contributor to New Zealand's exports, now operates without government subsidy; the manufacturing sector is progressively being exposed to international

Mount Hutt

Popular Mount Hutt is the largest ski area in the South Island's Canterbury Province (close to Christchurch). This snowtrap has one of the earliest opening dates of any southern hemisphere ski area, and 1989 patrons were continuing to enjoy excellent spring skiing through to the end of October. In some years Mount Hutt has skiable snow into November. Ten lifts cater for some 8,400 skiers per hour, an extensively renovated cafeteria offers refreshments with panoramic views, and a mobile food shop moves around the mountain dispensing drinks and snacks to skiers.

Mount Hutt has abundant skiing for all skier levels. A child-care programme provides for three to five-year-old enthusiasts, while helicopter skiing is available for the more expert (from the car park heli-pad on a per run or by the day basis).

The Sky High Cafe opens each morning for the "Earlybird Breakfast" from 8.30 to 10.30 am, and live music from the balcony competes with the aroma of sizzling sausages. New features include two-hour group lessons twice a day in both snowboarding and telemarking, with hire equipment available.

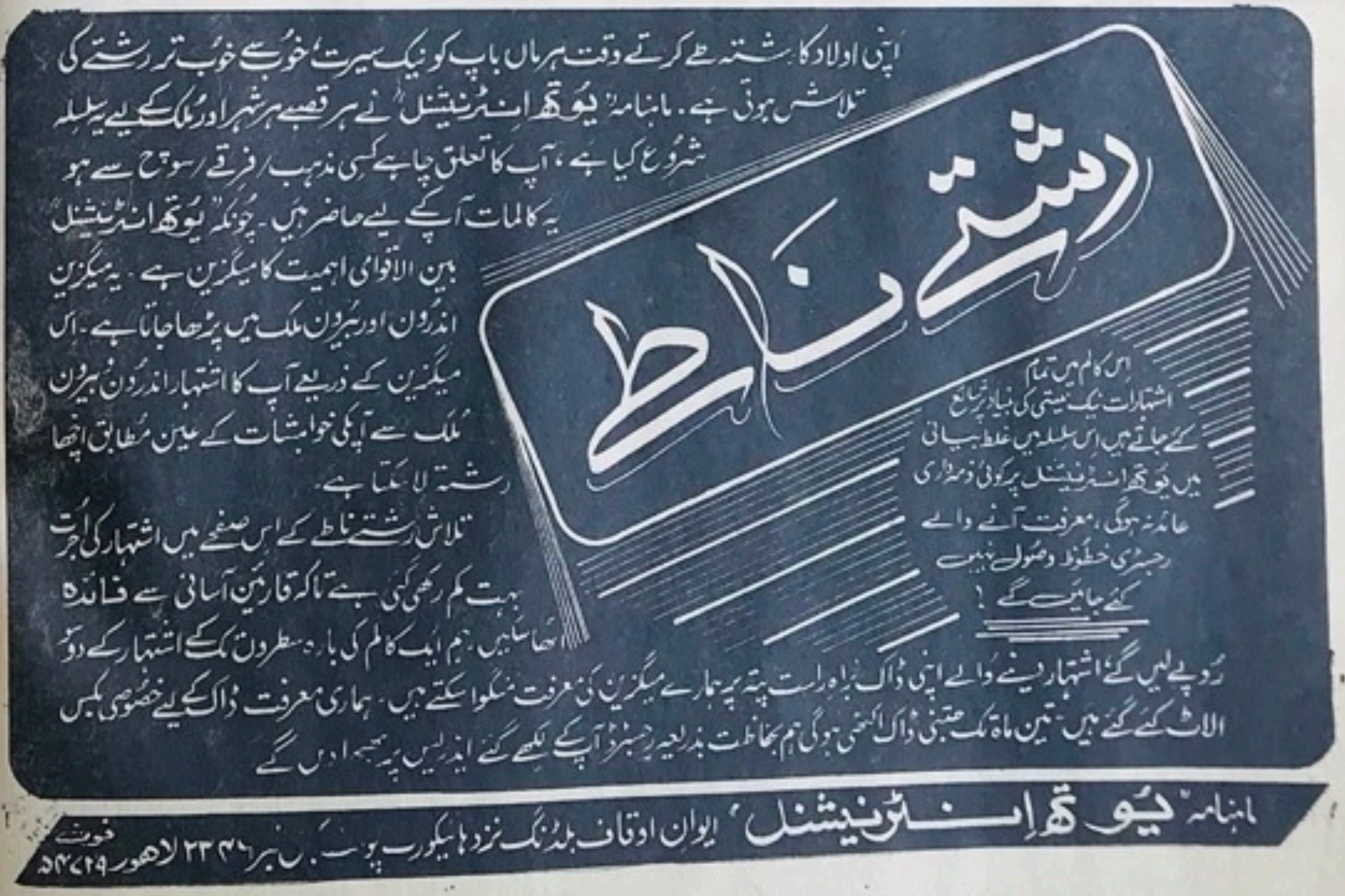

GENETIC CODE IN ANCIENT BONES REVEALS HISTORY

What have the desiccated muscle of a museum specimen from the extinct quagga; a 7000-year-old human brain preserved in a peat bog and a humerus of a 17th century English Civil War soldier in common? The answer is DNA - the genetic code which predetermines the characteristics of biological growth. The remains of ancient bones and teeth are far more abundant than ancient soft-tissue remains due to their greater resistance to decay and have become a valuable source from which DNA is extracted and amplified. The technique was developed by UK scientists in the Institute of Molecular Medicine, John Radcliffe Hospital which is part of the University of Oxford, in southern England. Working on human bones (aged between 300 and 5500 years) they have perfected a technological tool which has application to large-scale population sampling and to mapping of the genetic code which will disclose valuable clues about a creature's ancestry.

Typically from 5 to 10 micrograms of DNA can be recovered from 2g of powdered cortical bone.

Here, bone fragments from a prepared 17th century humerus are powdered in a mill refrigerated with liquid nitrogen. After a decalcification process of 2g of powdered tissue, the DNA was extracted for use as a template for the polymerase chain reaction (PCR). PCR is a useful tool for the analysis of ancient DNA as it can amplify tiny amounts of DNA and selects intact DNA molecules for amplification.

The technique used by the scientists has significant application to the study of past populations and migrations, principally by providing a source of primary evidence.

The benefits of analysing DNA after its extraction from ancient bones will also promote the study of diseases such as malaria in past populations, the relationship between the disease and inherited anaemias and the factors affecting the spread of these diseases. This project is supported by the Natural Environment Research Council as part of a special new initiative in biomolecular palaeontology.

MRC Unit of Molecular Haematology, Institute of Molecular Medicine, John Radcliffe Hospital, Oxford OX3 9DU, England   Telephone (0865) 752377

Confidence in the New Zealand Economy

After five tough years of economic and political upheaval, New Zealand is entering the 1990s having successfully achieved a comprehensive series of economic reforms, with a gradual economic recovery emerging and with renewed business and investor confidence.

The rapid market-oriented economic reform since 1984 has seen New Zealand belatedly address longstanding economic problems, but the scale of these changes provoked a severe recession through 1987 and 1988. Their impact was not without attendant political debate within the Labour Government over policy direction. Nevertheless, Cabinet and leadership changes during 1988 and 1989 have not signalled a reversal in policy. The new Finance Minister, David Caygill, pleged to continue much the same policy direction. Roger Douglas, his predecessor, is now back in Cabinet, and the choice of the new Prime Minister (Geoffrey Palmer, the previous deputy) also emphasises continuity rather than a change of direction.

Two major elements have characterised the Government's economic policy. The first is the broad macroeconomic objective of reducing debt levels and achieving price stability (a 0-2 percent inflation rate). An anti-inflationary monetary policy, a substantial reduction in the fiscal deficit, and the achievement of large overall surpluses after asset sales have provided the key means for pursuing these objectives.

The second is a comprehensive programme of economic liberalisation, Involving goods and financial market deregulation, tax reform (the latter focused primarily on the public sector).

The Government has removed many internal regulations. For example, it has abolished general (and many specific) price controls, delicensed air traffic and deregulated the cement, steel, taxi, tobacco, egg, wheat and flour milling, sugar and milk supply industries. The Government has permitted open entry to telecommunications network service markets from April 1989 and deregulated the petroleum industry. It has announced the intention to deregulate the broadcasting industry, allowing open entry into television and radio broadcasting, with auctioning of access to the frequency spectrum.

The goods market reform focused on substantially reducing fiscal assistance to agriculture and industry. It confirmed previous moves to shift the pricing of many government-provided goods and services to a user-pays basis, to eliminate most quantitative import controls and to reduce tariffs. In 1988 the Government announced a reform of the tariff structure which will see most tariffs halved by 1993. Australia and New Zealand have agreed to introduce free trade in goods and services by July 1990.

Corporatisation and Asset Sales

Reform of the public sector initially focused on achieving substantial reductions in the budget

PAINTINGS TO SAVE RAINFORESTS

British artist Oenone Hammersley with some of her paintings for an exhibition at the Natural History Museum, (1-25 Feb), entitled "Living Earth's Rainforest Art".

Tropical rainforests are the richest source of life on the planet. At current rates of destruction, they will be gone within forty years.

Oenone Hammersley, pictured here holding her painting "Tigress with Cubs" and wearing a t-shirt she designed with a rainforest motif, will be among a thirty-four-strong group of top contemporary artists in Britain who, aware of the wonder and magic of the threatened rainforests, have pooled their work for the Natural History Museum exhibition.

Fifty per cent of the proceeds from the sale of these paintings will be donated to support educational and conservation programmes in rainforest countries being run by Living Earth and the Fauna and Flora Preservation Society. Living Earth works in partnership with business institutes, governments and charities to find practical solutions to environmental problems.

Oenone is a printmaker and painter in gouache. She found inspiration for her work during her expeditions to rainforests in South East Asia, Africa and Central America. Born in England in 1957, she studied art at Wimbledon College of Art and printmaking at the City Literary Institute, London. She has exhibited her work in London, Edinburgh, Paris and New York. Other campaigns with which she is actively involved include the World Wildlife Fund and Friends of the Earth.

LIVING EARTH, 10 Upper Grosvenor Street, London W1X 9PA, England. Tel: 01 499 0854.

THE GLORY OF THE GOLDSMITH

What is claimed to be the finest collection of European gold and silver ware ever assembled was recently put on display at Christie's, London.

Assembled by His Excellency Mohammed Mahdi Al-Tajir, the first United Arab Emirates ambassador to Britain, and permanently housed in London, the collection dates from the 16th to the 19th century and comprises works from the great houses and palaces of Britain and Europe.

Among items pictured here are: a silver model of a dwarf in 17th century costume by H Nielif, probably Iberian, circa 1840; a parcel-gilt German three-masted nef by Esaias zur Linden, Nuremberg, circa 1620, and a South German Baroque Masterpiece (Meisterstruck) clock by Hieronymus Syx, Augsburg 1705.

On the front table, left, is an Elizabeth I Tigerware jug in salt-glaze stoneware and silver gilt, the mounts made in London in 1577 and, next to it, a silver parcel-gilt Spanish ewer, probably from Aragon, circa 1500. The spoons are part of a set of twelve German silver-gilt Apostle spoons by Christoph Stimmel, Breslau, circa 1600.

Other notable items are (back, left) an Italian silver-gilt sideboard dish with the maker's mark S.B., circa 1621 and, in front of it, a South German Baroque tabernacle clock in ivory with silver-gilt mounts by David I Schwestermuller and Daniel Zech, Augsburg 1640-1645.

"The Glory of the Goldsmith" presents an outstanding record of one of the world's greatest collections of silver and gold in either public or private hands.

CHRISTIE'S OF LONDON, 8 King Street, St James's, London SW1Y 6QT, England. Tel: (01) 839 9060.

THE 'GREENING' OF FORD'S UK PLANT

The improvements which the Ford Motor Company has made to the environment of its vehicle manufacturing complex at Dagenham, near London, have recently received a major commendation in the annual British Business and Industry Commitment to the Environment awards. It recognises the company's efforts to improve the working environment for its employees through a programme of landscaping, wildlife conservation and the creation of a number of employee amenity areas on the 1.1 square mile (2.8 square km) site.

The change of scenery from rough and unsightly terrain into green parkland and wooded areas has been accomplished by introducing 100 000 tonnes of soil onto the estate, sowing five tonnes of grass seed, planting over 2000 trees and 15 000 shrubs and creating a number of gardens, patio areas, walkways and seats for Ford employees and visitors alike.

Maintenance of the landscaped areas is carried out by a team of ten gardeners of Ford's Estate Maintenance Department. The department has also introduced a variety of fish into the Breach Lake after it was cleaned and pollution was eliminated. Now it supports some 8000 roach, rudd, carp, perch and tench. Other new Breach dwellers include herons, cormorants, shag, geese and swans. Land-based birds are also encouraged with the deployment of 300 nesting boxes across the estate.

The deliberate attempt to encourage wildlife into certain areas has won praise from Ford employees and visitors and from a number of wildlife and conservation organisations in the UK, including the London Wildlife Trust which is dedicated to the promotion and conservation of wildlife throughout the Greater London area. This voluntary organisation has "adopted" a 25-acre (10 hectare) section of the estate and with Ford's cooperation will manage and develop it into a valuable wildlife habitat.

CATAMARAN LAUNCH TAKES TO THE WATER

This versatile 15 metre catamaran launch is a new generation of harbour craft from FBM Marine to supersede their monohull vessels. Built to perform a wide range of duties in harbours, rivers, and sheltered waterways, it is available in a wide variety of configurations - the version shown being designed for a mixed payload of up to 30 passengers and 2 tonnes of cargo.

The choice of catamaran hull enables passengers to be seated under cover at boarding level without the need for companion ways or steps. There is room for 60 when used as a dedicated ferry.

The launch, built from corrosion resistant aluminium alloy extrusions, provides a smooth stable ride with a service speed of 10 to 13 knots using twin 140hp diesels and propellers, although speeds of over 20 knots are achievable using waterjets and suitable engines. The hulls are sub-divided by watertight bulkheads and the raft is a cellular, watertight structure providing large reserves of buoyancy and stability.

The craft can be operated by a two-man crew and a cabin forward of the main saloon is equipped with seating, galley and heads.

FBM Marine, Cowes Shipyard, Cowes, Isle of Wight PO31 7DL England.
Tel: 0983 297111. Telex: 86466 FAMBRO G. Fax: 0983 299642.

'Japan and I'

The 30th International Speech Contest in Japanese

The International Speech Contest in Japanese, sponsored every year by the International Education Center, was held in Tokyo in June. Now in its 30th year, the contest provides just one example of how popular the study of Japanese language has become. There are estimated to be at least one million students of Japanese language throughout the world now. This year France had its first Japanese Speech Contest, at the University of Paris, and the BBC in Britain has even started broadcasting Japanese language lessons.

This year alone there were 82 entries. Of them, 15 people from nine countries and territories competed in the finals held on June 24 on the theme of "Japan and I."

This year's winner was Ms. Antoinette Jones, a black teacher from the United States. Ms. Jones opened her speech with a line from one of Japan's best-known children's songs which says, "All of the flowers; they're so lovely!" and went on to examine the Japanese love of flowers, from the most gorgeous to the humblest grasses of the field. Using this as an example, she called on the Japanese people to exhibit the same sense of indiscrimating love to create a society without prejudice. Ms. Jones impressed the judges enough for them to award her an additional prize, the "Young Heart Award," commemorating the contest's 30th anniversary.

Ms. Jones came to Japan three years ago on the Japan Exchange Teaching (JET) Program and worked as an English teacher at a junior high school in Fukui on the Japan Sea Coast.

The second prize winner was Mr. Qang Wang from China who spoke on the difficulties of having to work part-time while studying in Japan, and the third prize went to Mr. Martin Holman of the United States who described the friendships he has made in Japan while hitch hiking.

Two former winners of the contest received special invitations to attend the special 30th anniversary contest: Mr. Prafull I. Bhuva from India who won the first place in the same contest 20 years ago, who came with his family, and Mr. Bhuva's nephew Mehool, who won the third place in the contest two years ago. Mr. Bhuva reflected on how few people there were studying Japanese language when he won the contest 20 years ago, and how good it is to see so many people learning Japanese now. ▣

GOOD NEWS

Japanese neurosurgeons have been experimenting with the latest in television technology in the hope that it may open up new avenues for research and study in microsurgery. The television, Extended Definition Television (EDTV) provides images as real as it is possible to achieve.

Neurosurgeons at the Mitsui Memorial Hospital in Tokyo hit on the idea of using this television to allow medical students to watch what actually transpires during neurosurgery on the brain.

In this experiment, medical students are watching the intricate internal procedures involved in an operation on the brain of a 59-year-old woman who is suffering from pressure on her cranial nerve. A tiny TV camera that was attached to the microscopic device that the surgeon is using to see inside the woman's brain is faithfully recording, in three-dimensional form, everything that the surgeon does.

Although the affected section of the woman's brain is a mere eight milimeters across, it is clearly visible when blown up onto the 20-inch screen. The vertical white line that you can see is the cranial nerve and behind that is the brain itself.

In the past, only the operating surgeon himself has been able to see in the brain during such microscopic operations, and aspiring surgeons have had no way to learn the techniques involved except by their own experience. However, this television technology not only allows medical students to watch the process and feel the tensions involved in an actual operation on the brain, but to record the process for later study and research.

Dr. Fukushima Takanori, head of the neurosurgery department, and the man in charge of this experiment, says that this is the first time for EDTV to be used in this way. ▣

THE JUNIOR AMBASSADOR'S MISSION

Five years ago a Japanese association known as the International Hospitality and Conference Service Association (IHCSA) started sending groups of young Japanese students overseas on a program they called the "Junior Ambassador's Friendship Mission." The aim of the mission was to foster a better understanding of Japan at the level of youth.

IHCSA's first mission, a group of 56 elementary and junior high school students, went to Alabama State in the United States in 1985. Similar groups have visited other U.S. states since then, such as Virginia and Oklahoma and now countries of Asia and Europe have also been added to the program. In 1988, a group of 30 elementary and junior high school students visited Malaysia, and in March of this year a mission was invited to Rotterdam in the Netherlands.

All in all, since the mission began, almost 600 young Japanese ambassadors have traveled overseas, with the hope of creating a wider and wider circle of friendship for Japan.

On these overseas visits, the students stay with families, mingle with the local people at parties, and visit local schools. The visits always include courtesy calls at the Japanese Embassy and talks with local governors or other administrators, to allow the mission's organizers to gain a better understanding of the role that Japan should be playing to become a truly useful member of the international community.

Students who have taken part in the mission come back happy and excited about all the new friends they have made. One of them commented that even though she couldn't speak the language, she was able to make herself understood "by speaking from the heart." She said the trip made her realize that people, after all, are the same everywhere.

An association spokesman explains that the mission is a sincere effort to have young Japanese people discover the joys of mixing with people from around the world and learn the true significance of international exchange. ▣

Japanese contribution for 1989 fiscal year

(1) United National High Commissioner for Refugees contributory fund	US$ 10.57 million
(2) Coordinator Office for Afghan Refugees	US$ 20.00 million
(3) World Food Programme food assistance for Afghan refugees	US$ 12.19 million

We are

Manufacturers, Exporters, Contractors, Suppliers & Prequalified Contractor of Health Deptt. Of:

Surgical Gauze, Surgical Bandage, Hospital Linen Cloth, Hospital Garments. Uniforms of Armed Forces.

Contact:
M/S
Al-Qadri Trading Corp (Regd)
(Member of Chamber of Comerce).

Head Office:
6th Floor Aiwan-e-Auqaf. P.O. Box No. 2441, G.P.O.
Shahrah-e-Quaid-e-Azam
Lahore, Pakistan. Phone: 54729

Arbab Niaz Mohammad.
1986: Minister of Production K. Abbasi.
1986: Minister for Foreign Affairs Sahabzada Yaqub Ali Khan
1987: Minister of Finance Mian M.Y.K. Watoo.
1987: Parliamentary Delegation headed by Hamid Nasir Chatta.
1987: Prime Minister Mohammad Khan Junejo.
1989: Prime Minister Benazir Bhutto (to attend the funeral ceremony of Emperor Showa).
(accompany Prime Minister)
1988: Foreign Minister Sousuke Uno (for the funeral of President Mohammad Zia-ul-Haq)
1988: Parliamentary Vice Foreign Minister Takujiro Hamada (to attend the informal Ministerial Meeting on the Uruguay round)

• • •

Japanese Assistance To Afghan Refugees

Japan's assistance to the Afghan refugees started at the very earliest stage of the problem and Japan is the biggest cash donnor country and second largest donnor to assist Afghan refugees. After the Geneva agreement on April 1988 and the U.N. Secretary-General's appeal for aid to the Afghan refugees, Japan responded to the appeal by contributing US$ 60 million. In addition to that Japan contributed US$ 105 million to the United Nation's Coordinator Office for Humanitarian and Economic Assistance Programmes Relating to Afghanistan under a supplementary budget for fiscal 1988, beside continuous economic assistance to the host countries of Pakistan and Iran to relief their economical burden.

Japan has been offering extensive aid for the Afghan refugees. It comes through the three channels:

1. Direct assistance from the Japanese government which has been centered in the technical cooperation.
2. A combination of financial contribution and dispatching able Japanese to the UN organizations working in the field.
3. Financial assistance to the various UN Agencies.

1. Di... Assistance ...m Japanese Go...rnment

The following list shows the record of the most recent Japan's technical cooperation in this field. You can see how effectively it has contributed to ease the problem although its size and volume may not seem large.

i) Water Supply Scheme (Water Rigs) in Quetta Area

This was aimed at improving water supply condition in the refugee camps in Quetta area. In 1989 survey team for locating underground water was sent to the area, which was followed by dispatching a rigging team. Also a number of sophisticated equipments to rig the ground were donated to the Pakistan side. The team made a successful record and the refugees in the area get substantial amount of water today.

ii) Medical Guidance at the Afghan Obstetrics and Gynaecology Hospital in Peshawar.

Since the beginning of 1989 four Japanese doctors are sent to the hospital to give its medical staff the technical guidance such as operation of an ultra-sonograph. Also advanced medical gear were donated to the hospital. The assistance helped improve quality of its medical service.

2. Financial and Technical Assistance to the UN Agencies

i) Health Guidance through UNICEF

Since November 1988 a Japanese medi... doctor has been responsible for EPI Programme at U... ...ghan Programme Office in Peshawar. To carry ... er task the Japanese government provided UNICEF ... uipment such as an automobile and with per... of her.

ii) Transportation Programme for Repatriation of the Refugees

For the expected repatriation 5 Japanese are despatched to UNILOG, an affiliated organization with WFP, as its staff to keep the fleet movement in the best shape. The maintenance team for the trucks will be also lead by them with the most up-to-dated knoweldge.

iii) Support for ICRC

In view of the recognized importance of ICRC Hospital in Peshawar the Japanese government is considering a supply of medical staff aside from the financial contribution to ICRC which has been already an indispensable amount in ICRC budget.

3. Financial Assistance to the UN Agencies

Japanese contribution for 1988 fiscal year

i)	...ted Nations High Commissioner for Refugees contributory fund	US$ 15.00 million
ii)	World Food Programme food assistance for Afghan refugees	US$ 25.93 million
iii)	United Nations Logistics Operation provision for manpower, transport equipment for repatriation programme	US$ 14.81 million
iv)	Coordinator Officer for Afghan Refugees (Additional Budget for 1988) Ear marked for UNHCR, ICM, WFP, FAO, WHO, ICRC, UNICEF, UNOCA, UNESCO, ILO, UNIDATA, UNV, UNDP.	US$ 105.00 million

تصویری جھلکیاں

would like to express my respect for you, Your Excellency, for having played such an important role in this process and having endured many hardships.

Upon assuming office, your Government formulated a variety of economic initiatives, including the new industrial policy, and lost no time in implementing them. I am impressed with the strong interest and positive attitude you have consistently demonstrated in the promotion of domestic and foreign private investment through deregulation and strengthening of industrial infrastructure. Investment is indeed a key to vitalization of any national economy. I am greatly pleased to note in particular the fact, that the ground breaking ceremony for the automobile assembly plant to be built by the Toyota-Habib group in Karachi, is to take place on the tenth of this month. The encouragement Your Excellency has given is understood to have played a pivotal role in the realization of this project. I hope that the plant will be successfully completed and operate smoothly.

I would like to take this opportunity to express the Japanese Government's readiness to extend as much co-operation as possible for the promotion of private investment from Japan.

Your Excellency,

Today we have had a productive exchange of views on international and regional issues of common interest. At our meeting we touched upon the present state of Pakistan-India relations, and I note with regret that recently the relations have been increasingly strained because of the Kashmir situation. I expressed my wish during my recent visit to India that peace will be restored in the areas as soon as possible through dialogue and political process. I understand that you accompanied the late Prime Minister Zulfiqar Ali Bhutto to Simla and witnessed the signing of the Simla Agreement. I sincerely hope that Pakistan and India will strive to resolve the problem in a peaceful manner through talks in accordance with the letter and spirit of that agreement.

In Afghanistan, on the other hand, despite the complete withdrawal of Soviet troops, peace has not yet been restored. This state of affairs concerns me gravely, and it hurts me deeply when I think of the millions of Afghan refugees who escaped the ravages of war in their homeland, and now nurse an intense desire to return to their hearths and homes. I wish to see a broad-based, representative government established as soon as possible and realistic steps taken to enable the repatriation of the refugees. Japan has already made substantial financial contribution for the repatriation of refugees through the United Nations organizations. We have also sent several experts in the field of medical and public health assistance, and some of those experts are in fact here with us this evening. We intend to continue such aid efforts in the future.

Your Excellency,

To further strengthen the co-operative relationship between Pakistan and Japan, it is important that we deepen mutual understanding between our two people. I am most encouraged to see the recent expansion of cultural exchange between our two nations. As you know, the International Garden and Greenery Exposition is now being held in Osaka. Your country is exhibiting a miniature version of the famed Shalimar Garden of Lahore, and visitors are thronging to this exhibition to experience the ambience of this historic city. Qawwali has thoroughly enchanted the Japanese audience in the past with its refreshing dynamism. I was told that just before our departure from Japan, Nusrat Fateh Ali Khan and his group gave several captivating performances.

As a part of our country's international co-operation initiative, Japan has placed a special emphasis on cultural exchange and co-operation, helping other nations preserve their cultural heritage. Pakistan, with its celebrated Gandhara art in particular, is a veritable treasure house of the world's cultural heritage. Japan has offered approximately 340,000 dollars from the Japan Trust Fund of the UNESCO for Cultural Heritage Preservation to the restoration and preservation of the ancient city of Mbenjodaro in the Indus River Basin, known as one of the cradles of world civilization.

His Imperial Highness Prince Mikasa of Japan is a well-known expert on the ancient civilization of the Orient and has long shown an interest in the preservation of Moenjodaro. At an international symposium on Moenjodaro held in 1973 in Pakistan, he met and became acquainted with your late father. I heard, Your Excellency, that when you visited Japan recently, Prince Mikasa gave you a newspaper clipping regarding that meeting and fondly remembered the occasion. I would be delighted beyond words if our encounter today were to be similarly remembered by the coming generations of your children and mine.

Ladies and gentlemen,

I would like to invite all of you to join me now in raising glasses to wish Her Excellency Prime Minister Mohtarma Benazir Bhutto, Mr. Asif Ali Zardari, and their family the best of health and happiness, and in toasting to the prosperity of Pakistan and its people and the further strengthening of ties between our two countries.

Thank you.

Prime Minister of Japan His Excellency Mr. Toshiki Kaifu Given Warm send-off

Japanese Prime Minister His Excellency Mr. Toshiki Kaifu was accorded a warm send-off, when he left Islamabad on May 3 for Colombo, at the end of his two-day official visit to Pakistan.

He was seen off at the Islamabad International Airport by Prime Minister Mohtarma Benazir Bhutto, the Federal Ministers, Parliamentarians, members of the diplomatic corps and elite of the town.

Before boarding the Japan Airline jet, the distinguished guest, accompanied by Mohtarma Benazir Bhutto took the salute from a smartly turned out contingent representing the three armed services. Later, they inspected the guard of honour.

The terminal building was bedecked with large national flags of Japan and Pakistan, miniature flags, buntings and drapers. Slogans like "The future of Asia is bright", "Long live Pakistan-Japan friendship", "Long live Toshiki Kaifu" adôrned the approaches to the airport and vantage points.

As the distinguished guest and Madam kaifu arrived at the tarmac, they were received by Prime Minister Mohtarma Benazir Bhutto. Later, the Japanese, Premier was conducted to a long reception line, which included the Federal Ministers, Parliamentarians, members of the diplomatic corps, and elite of the Federal capital. Those present included, NA Speaker Malik Miraj Khalid, Deputy Speaker Dr. Ashraf Abbassi, Foreign Minister Yaqub Khan, Naval Chief Yastural Haq Malik, Air Chief Hakimullah Khan, Information Minister Ahmed Saeed Awan, Health Minister Syed Amir Haider Kazmi and US Ambassador Robert Oakley.

Young school girls attired in light green shalwar kameez, presented spectaular callisthenics, on the tarmac, while the school children present on the rooftop of the terminal waved miniature Pak-Japan flags and changed solgans, amidst clapping.

A 19-gun salute boomed as the distinguished guest boarded the plane.

Standing on the gangway, Mr. Kaifu waved warmly, to say final goodbye drawing spontaneous wave back from the hosts.

Mohtarma Benazir Bhutto remained at the VVIP lounge, till the Japan Airline jet breezed off the airport exactly at 10 a.m.

(Major Treaties Between Japan and Pakistan)

	Signed	Effective
Cultural Agreement	May 27, 1957	April 21, 1958
Tax (Income) Treaty	Feb 17, 1957	May 14, 1959
Friendship and Commerce Treaty	Dec. 18, 1960	Aug 20, 1961
Visa-Waiving Agreement (presently suspended)	Jan 21, 1960	Jan 01, 1961
Aviation Agreement	Oct 17, 1961	July 12, 1962

• • •

Exchange of Visits

(From Pakistan)

1957: Prime Minister H.S. Suhrawardy.
1960: President Ayub Khan.
1967: Foreign Minister S. Sharifuddin Pirzada.
1974: Minister of State for Foreign Affairs and Defense Aziz Ahmed.
1981: Finance Minister Ghulam Ishaq Khan.
1983: Presidential Adviser for Commerce and Industry Sheikh Ishrat Ali.
1983: Army Deputy Chief of Staff General Sawar Khan.
1983: President Zia-ul-Haq.
1983: Production Minister General Saeed Qadir.
1983: Transport and Communications Minister Mohyuddin Baluch.
1983: Labour Minister Ghulam Dastegir Khan.
1983: Planning and Development Minister Dr. Mahbubul Haq.
1984: Railways Minister Nawabzada Abdul Ghafoor Khan of Hoti.
1984: Minister for Culture, Sports and Tourism

(From Japan)

1957: Prime Minister Kishi
1961: Prime Minister Ikeda
1973: Corwn Prince and Princess
1974: Parliamentarians' mission (led by Kishitaka Ihara)
1980: Sunao Sonoda ... Envoy of Prime Minister Masayoshi Ohira
1980: Foreign Minister Masayoshi Ito
1980: Parliamentarians' mission (led by Keiwa Okuda)
1982: Foreign Minister Yoshio Sakurauchi
1983: Parliamentarians' mission (led by Masayoshi Ito)
1984: Prime Minister Yasuhiro Nakasone
1984: Mr. Shintaro Abe, Foreign Minister

this fact. The Government and people of Pakistan welcome you, Mr. Prime Minister, as a world leader deeply concerned about the problems created by inequalities of growth and development. Our only regret is that your visit is so brief and that it would give you no more than a mere glimpse of the feelings of friendship and esteem in which Japan is held in Pakistan.

It is a matter of special satisfaction for us that you are visiting Pakistan after the restoration of democracy in our country. I know that the advent of democracy in Pakistan was warmly greeted by the people of Japan. During the past year-and-a-half, the democratic institutions in Pakistan have withstood many tests and by the Grace of God, have emerged stronger in the process.

I have noted Your Excellency's policy statement in the Diet on March 2, 1990 reiterating Japan's respect for freedom and democracy and seeking world prosperity through open market economics. We share with Japan its foreign policy objectives. I am confident that the commonality of perceptions would further strengthen the existing bonds of friendship between our two countries.

Mr. Prime Minister,

Japan is the first Asian country which became a truly industrialized nation under the democratic leadership of the Liberal Democratic Party. Japan has risen like a phoenix from the ashes of the Second World War. The modern industrial state of contemporary Japan has become a model of development worthy of emulation by all developing countries.

As an Asian people, we share your pride in Japan's unequalled achievements in industry, science and technology. Japan will be called upon to play an increasing role in international affairs especially in the Asia-Pacific Region. We welcome this role as a factor of international peace and stability and as a source of strength for human rights, justice and freedom.

Cooperation between Pakistan and Japan has been steadily growing in every important field of our national endeavour. Japan is today our largest trading partner and the leading aid donor in the Aid-to-Pakistan Consortium.

Economic assistance from Japan is an important element in our development planning. The political framework in which this commercial and economic inter-action takes place is strong and enduring. Your Excellency's present visit would help create new linkages of mutually beneficial cooperation between our two countries.

Excellency,

We are witnessing momentous changes in the world. The moving finger of history has written and moved on. It has written that the age of confrontation based on military might will be increasingly tested by new ideas based on defusing tensions through political means, building political institutions, and strengthening freedom. In the promise of the new world, a greatly enhanced awareness of mankind and universe is emerging where countries of the world begin harnessing energies to meet mankind's common threats to the environment, threats caused by narcotics, threats to human rights and dignity, threats to economic growth through regulation and suffocation.

Excellency,

South Asia faces the challenge of rising above the narro mindedness of the past to meet the glories of the future whe human destiny is determined by mankind's enlightened and during values.

Unfortunately, South Asia is not deriving due benefits fr these positive developments. Your great country had realis years ago that the world of today and tomorrow could not built around outdated concepts of military superiority. Y emphasis on the economic vitality of modern nation states gaining world-wide recognition. Unfortunately, priorities South Asia are still gravely distorted by the burden of milita expenditures and at times there is a tendency to settle issues the actual use of force or its threat.

The latest example is that of Kashmir. Driven to desper tion by four decades of the denial of their sacred right to se determination pledged to them by India, Pakistan and the Un ed Nations, the people of Kashmir have come out on t streets on a mass scale to demand their right to se determination. The Indian response has been to let loose reign of terror. The people of Kashmir are crying out for j tice in the face of death, imprisonment and torture.

Excellency.

The people of Pakistan won their own rights after a decade-long struggle against military dictatorship. Human values, human rights and love for freedom form the anchor of our policies. We cannot remain silent when a people with whom we share a common religion, culture, history and geographical proximity are being suppressed for no crime other than demanding freedom — freedom, that most precious gift of mankind for which all nations, including India and Pakistan, at their own time and place have been prepared to pay the necessary price. For supporting freedom, we have been threatened with war. There have already been two conflicts on Kashmir. Both these conflicts have demonstrated that war as an instrument has failed to solve the Kashmir dispute.

We do not want war although our people and Armed Forces remain ready to defend our country. We do not want war because we do not believe that the people of South Asia are destined to live in perpetual conflict. We want peace and stability in our region. We want friendship. But Kashmir has demonstrated once again that it can cast a long shadow on the normalisation process in this region.

The problem of Kashmir must be settled in accordance with international law. That is why I have repeatedly called upon

the leaders of India to initiate talks with us on Kashmir. This is an obligation even under the Simla Agreement to which India has always attached high importance. It is, indeed, ironic that the leaders of India have not responded positively to my offers of bilateral talks in the context of the present situation. I would like to reassure you, Excellency, that Pakistan remains ready to consider any proposal ... reduces tension and promotes a peaceful settlement of the Kashmir problem. The world should not remain a silent spectator to the grave situation in Kashmir. It must use all its moral influence to prevent repression in Kashmir and to bring about meaningful discussions between India and Pakistan on this issue.

Mr. Prime Minister,

We are grateful to Japan for its principled opposition to foreign military intervention in Afghanistan which ravaged the country for almost a decade. Despite withdrawal of the Soviet troops, regrettably, the unfortunate area has not seen peace yet. The agony of over five million refugees continues as Afghanistan suffers from violence and conflict. Pakistan is committed to a comprehensive settlement of the Afghanistan conflict. This can be achieved if power is transferred to a broad-based government acceptable to the Afghan people which can bring peace and stability to the country and enable the refugees to return to their homes in safety.

I wish to express our profound gratitude to the Government and people of Japan for their generous contribution towards the maintenance of the Afghan refugees and do hope that this support and understanding would be forthcoming until they return, in honour, to their homes.

Excellency,

The highest priority of the democratic government is to bring about an egalitarian order, where opportunities of progress are open to all our people without discrimination. The government has undertaken a programme of structural reform of the economy which includes readjustments. We have also liberalised industrial investment policies and are endeavouring to create conditions to attract foreign private investment. Such policy changes take time to show results but encouraging trends are already visible. Japanese private investment has played a significant role in the economic growth of several Asian countries. We will welcome increased Japanese investment in Pakistan.

Mr. Prime Minister,

Friendship between Pakistan and Japan is rooted deep in history. It was from the ancient Gandhara civilisation on our soil that Buddhism radiated to many distant lands, including Japan. The Gandhara civilisation is an eloquent testimony of our common heritage and provides a strong basis for building an abiding edifice of friendship and cooperation. It is our fervent expectation that the scope and scale of the existing cooperation between our two countries and peoples would increase manifold following your visit. I feel convinced of this following the wide ranging talks we had earlier today.

With these worlds may I request you to kindly join me in a toast:

— To the good health and happiness of His Excellency Mr. Toshiki Kaifu, the Prime Minister of Japan and Madame Kaifu;
— To the health and happiness of distinguished guests present here;

— To the greater progress and prosperity of the great people of Japan;
— To the everlasting friendship between Pakistan and Japan.

Pakistan-Japan Friendship Zindabad.

Speech by His Excellency Prime Minister Kaifu at the banquet hosted by H.E. Prime Minister Bhutto and Mr. Asif Ali Zardari

Your Excellency Prime Minister
Mohtarma Benazir Bhutto,
Mr. Asif Ali Zardari,
Excellencies,
Distinguished Guests,
Ladies and Gentlemen:

It is my great pleasure indeed to have this opportunity to visit Pakistan at Your Excellency's most gracious invitation. I wish to express my deep gratitude to Your Excellency, and Mr. Asif Ali Zardari, and the people of Pakistan for a heartwarming welcome. May I take this occasion also to express my sincere appreciation to Her Excellency for having taken time from your busy public life shortly after assuming office, to come to Japan to attend the funeral ceremony of His Majesty late Emperor Showa in February last year.

Your Excellency,

I have learnt that you have once been elected and have served as President of the Oxford Union Debating Society which has a long and brilliant history of its own. During the days I spent at Waseda University, Tokyo, I for one took active part in the activities of its Debating Club. It thus led me to feel as if we have something very special in common between us.

Your Excellency,

The people of Pakistan have had a myriad of experiences during the last forth-three years since gaining independence, based upon the ideals expressed by the Poet Allama Iqbal and through the struggle led by the father of your nation, Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah. Parliamentary democracy in Pakistan was fully restored in December 1988, and the people of Japan, who are committed to freedom and democracy as their national objective, are most pleased with this development. I

Mrs. SACHIYO KAIFU
Wife of Mr. Toshiki Kaifu

VISIT OF H.E. Mr. TOSHIKI KAIFU PRIME MINISTER OF JAPAN TO PAKISTAN

Prime Minister of Japan, His Excellency Mr. Toshiki Kaifu, arrived in Islamabad on Wednesday May 2, to a warm and hearty ceremonial welcome on a two-day visit to Pakistan.

Prime Minister Benazir Bhutto, accompanied by Mr. Asif Ali Zardari, received the Japanese Prime Minister and his wife Madam Sachio Kaifu, at the Islamabad International Airport which was profusely adorned with colourful buntings, banners and flags of the two friendly nations.

A 19-gun salute heralded the arrival of the distinguished guest whose special jet was escorted in Pakistan Air Space by six PAF Aircraft.

The Japanese Prime Minister who was accompanied by a 120 member high powered delegation including some key Ministers and high officials, was greeted by Prime Minister of Pakistan Mohtarma Benazir Bhutto as he stepped on to the Pakistan soil.

Besides, Chairman Senate, Mr. Wasim Sajjad, the reception line included Federal Ministers, Ministers of State, Members of Parliament, diplomats, and elite of the city. The Services Chiefs were also present to welcome the Japanese leader.

The Airport ceremonies started with playing of national anthems, followed by guard of honour, presented by contingents of Army, Air Force and Navy.

The Japanese Premier accompanied by Mohtarma Benazir Bhutto inspected the guard and later the two, took the salute from a dais.

Banquet Speech by Mohtarma Benazir Bhutto In Honour of His Excellency Mr. Toshiki Kaifu

Excellency Prime Minister Toshiki Kaifu,
Madame Kaifu,
Distinguished Members of the Japanese Entourage,
Ladies and Gentlemen!

It is a great pleasure and privilege for the Government of Pakistan and for me personally to welcome the Prime Minister of Japan, Madame Kaifu and other distinguished members of their entourage.

The responsibilities that your high office places on Your Excellency are in index of the immense importance and prestige that Japan enjoys in world affairs today. Your great country has increasingly used its immense wealth, power and influence for the advancement of mankind. The three pillars of Japan's International Cooperation Initiative, namely, cooperating for peace, expanding official development assistance and promoting international cultural exchanges bear testimony to

May 1987	Chief delegate to the Japan–Federal Republic of Germany conservative parliamentary group meeting
May 1989	Participant in the Third Japan-U.S. Legislators' Committee Conference
Sept. 1989	Visit to the American continent for summit meetings with U.S., Mexican, and Canadian leaders
Jan. 1990	Visit to the Federal Republic of Germany, Belgium, France, Britain, Italy, Vatican City, Poland, and Hungary
Mar. 1990	Visit to the United States

Brief personal history

Jan. 1931	Born in Aichi Prefecture
Mar. 1951	Graduated from Chuo University, Junior Course, Department of Law
Mar. 1954	Graduated from Waseda University, Department of Law
Nov. 1960	Elected to the House of Representatives and has since served 10 consecutive terms
Nov. 1965	Head of LDP Youth Section
Aug. 1966	Parliamentary Vice-Minister of Labor
Dec. 1972	Chairman of the Committee on Rules and Administration, House of Representatives
Nov. 1973	Director General of the LDP Personnel Bureau
Nov. 1974	LDP Deputy Secretary General
Dec. 1974	Deputy Chief Cabinet Secretary
Sept. 1976	Chairman of the LDP Diet Affairs Committee
Dec. 1976	Minister of Education
Dec. 1978	LDP Deputy Secretary General
Nov. 1979	Chairman of the LDP Public Relations Committee
Aug. 1980	Chairman of the LDP Research Commission on the Education System
Nov. 1981	Chairman of the LDP National Campaign Headquarters
Nov. 1984	LDP Senior Deputy Secretary General
Dec. 1985	Minister of Education
Sept. 1988	Director of the Special Committee for Research on Taxation System Programs and Related Matters, House of Representatives
Aug. 1989	Prime Minister

Graceful Visit of Japani's P.M to Pakistan.

Kaifu has promoted friendly relations with the Federal Republic of Germany as a director of the Japan–Federal Republic of Germany parliamentary association. He is also the chairman of Japan's parliamentary associations with Jordan and Peru. Further, he has served as an inaugural member of the Japan-U.K. 2000 Group and as Deputy Chairman of the Society to Advance the Japan Foundation. The Japan Foundation was established in October 1972 with the aim of furthering mutual international understanding through the introduction of Japanese culture overseas and the promotion of cultural exchange activities between Japan and other countries.

Visits to Foreign Countries

In September 1989, Kaifu made his first visit as Prime Minister to the United States, Mexico, and Canada. While abroad, he met President George Bush and other leaders of the U.S. Government and held lively discussions on such topics as bilateral and global economic problems, East-West relations, developments in Eastern Europe, and the war against drugs. Kaifu and Bush promised to work together, evidencing their "global partnership" for the promotion of peace and prosperity of the world.

In Mexico, Kaifu met with President Carlos Salinas de Gortari to deepen ties of friendship. Specific topics of discussion included Japan's help in alleviating Mexico's accumulated debt, its assistance in cleaning up air pollution in and around Mexico City, the establishment of senior working-level consultations, and the preparation of a schedule for the President's visit to Japan.

While on an official visit to Canada, Kaifu met with Prime Minister Brian Mulroney. During their talks the two agreed upon bilateral cooperation for the twenty-first century within three set frameworks, namely, (1) the Asia-Pacific framework, addressing such problems as trade and technical cooperation, (2) the global framework, addressing such issues as human rights, environmental protection, and the maintenance of free trade, and (3) the bilateral framework, to further promote cultural, educational, and personnel exchange.

In January 1990, Kaifu visited eight European countries—the Federal Republic of Germany, Belgium, France, Britain, Italy, Vatican City, Poland, and Hungary—and met with their leaders. While in Belgium, he also visited the Commission of the European Communities (EC). This extended trip had three main objectives—first, to elucidate to the world Japan's readiness to share in the common effort to seek a new world order based on the changes taking place in Europe; second, to emphasize the importance of cooperation between Japan and the West European nations as global partners; and third, to declare Japan's readiness to extend positive support to the reform efforts of East European nations toward freedom, democracy, and a market economy. In his talks with the leaders of Poland and Hungary, Kaifu announced a wide range of support measures for both countries, including a total of $1.95 billion in economic assistance. Kaifu also made it clear that Japan stands ready to

act positively with other industrial democracies should other East European countries also embark on democratization.

In early March, Kaifu visited the United States and exchanged views with President George Bush on bilateral as well as international relations.

Family and hobbies

Kaifu and his wife, Sachiyo, have two children, a son and a daughter. Kaifu's hobbies are making 8-mm videos, collecting stamps, reading, listening to music, and swimming. His favorite mottos are "Politics begins with sincerity" and "Perseverance leads to success."

Outline of official overseas trips

May 1964	Leader of a trans-Africa inspection tour under the newly formed plan for the Japan Overseas Cooperation Volunteers
Nov. 1966	Government representative to the general meeting of the International Labor Organization in Geneva
Dec. 1966	Government representative to the Conference of Asian and Pacific Labor Ministers in Manila
June 1967	Government representative to the general meeting of the International Labor Organization in Geneva
Oct. 1973	Guest of the speaker of the People's Legislature of the German Democratic Republic
Aug. 1975	Member of the prime minister's suite during the Japan-U.S summit meeting
Nov. 1975	Head of the prime minister's suite during the Rambouillet Summit
June 1976	Head of the prime minister's suite during the San Juan Summit and the subsequent Japan-U.S. summit meeting
Aug. 1977	Government representative to the Thirty-sixth International Conference on Education in Geneva
June 1981	Chief delegate to the Japan–Federal Republic of Germany parliamentary association meeting
Nov. 1981	Visit to Republic of Korea for a meeting with the country's Education Minister
Apr. 1985	Member of the prime minister's suite during the Bonn Summit as director of the Japan–Federal Republic of Germany parliamentary association

Continuing a policy of international cooperation

The Diet designated Toshiki Kaifu as Japan's seventy-sixth prime minister on August 9, 1989. He is the forty-eighth person to hold the post. In the prime minister's first press conference after his inauguration on August 11, he declared his slogan will be "dialogue and reform." Kaifu has pledged to promote political reform at home and is expected to uphold the existing line in Japan's foreign policy. He has emphasized that there are two dimensions to Japan's diplomacy: (1) the country's role as a member of the free world responsible for upholding the trilateral relationship between Japan, the United States, and Europe, with Japan-U.S. ties serving as an axis; and (2) its position as an Asian country.

Kaifu will continue to vigorously promote the International Cooperation Initiative consisting of (1) enhancing official development assistance, (2) strengthening international cultural exchange, and (3) cooperating for peace.

Kaifu was born on January 2, 1931, in Aichi Prefecture, about 300 kilometers west of Tokyo, and is the first son of the owner of a photo studio. He graduated from the Law Department of the prestigious Waseda University in Tokyo in 1954. While at university, he was an active member of Waseda's

oratory society, which spawned many politicians, including former Prime Minister Noboru Takeshita, current Minister of Home Affairs Kozo Watanabe, former Minister of Education Yoshiro Mori, and former Minister of Education Takeo Nishioka. Kaifu's performance in the oratory society was so outstanding that he was reputed to be the most able debater in the society's history.

Young LDP hopeful

After serving as the secretary of a Liberal Democratic Party legislator, Kaifu won election to the Diet for the first time in 1960 at the age of 29 and was the youngest Diet member at the time. As a politician he held in high esteem the late former Prime Minister Takeo Miki, who had a reputation of being a clean politician. Kaifu belonged to the Miki faction of the LDP and has continued his affiliation after former State Minister Toshio Komoto assumed control over the faction. Through their association in the Waseda University oratory society, Kaifu and Takeshita have maintained close ties.

In the early 1960s, when he was chief of the LDP's Student Subsection, Kaifu helped to develop the concept of a Japanese peace corps together with Takeshita, who was then head of the party's Youth Section, and former Prime Minister Sousuke Uno, who was chief of the party's Youth Subsection. Along with Takeshita and Uno, Kaifu also attracted much attention at the time as a young party hopeful who showed promise.

In 1966 Kaifu became the youngest parliamentary vice-minister when he was appointed Parliamentary Vice-Minister of Labor. In 1966 and 1967 he represented the Government at general meetings of the International Labor Organization.

In the Cabinet of Takeo Miki that was inaugurated in December 1974, Kaifu served as a spokesman in his capacity as Deputy Chief Cabinet Secretary and accompanied Miki to the annual seven-nation summit in France in 1975 and the United States in 1976 as the head of Miki's suite. Kaifu established his position as a potential party leader in 1975, when he successfully negotiated with labor leaders during a strike of national railway workers and made a strong impression.

Served twice as Education Minister

After serving as Chairman of the LDP Diet Affairs Committee, Kaifu was appointed Minister of Education in December 1976 in the Cabinet of Prime Minister Takeo Fukuda. At 45, Kaifu was the youngest minister at the time. Education policy was the focus of much attention then, and Kaifu made great efforts to promote an education system that not only considers academic results but also recognizes the efforts of students. Kaifu returned to the post of Education Minister in 1985 in the Cabinet of Prime Minister Yasuhiro Nakasone, at which time he grappled with the task of reforming the university entrance examination system.

45th Anniversary of Hiroshima and Nagasaki

We still remember the Aug, 6-9 1945 when the saviour of Human Right United States of America unleashed a darkest chapter of brutality. En mass anihillation of innocent people; who can forget, laks of people were died when USA attacked Hiroshima on 6th Aug, 1945 with neuclear bomb. People of Japan just recknoning of this calamity when USA on 9 Aug. made another attack on Naga Saki which again claimed thousands of innocent lives. Thus endangered the whole peace of the world. A blatant violation and a barbarity which was witnessed by the Japnese people, who can rely on this Super power to be a champion of Human Rights in all over the world safeguarding the word-peace. Peace-loving countries will always be condemning this invasion.

6-9 August is the day of those martyres who lost their lives in American invasion. People of Japan every year celebrate the death anniversary of those who died for nothing. Humanity sustained an irrepairable loss. On 45th anniversary of Hiroshima and Nagasaki martyers, we pay tributes to Japanese people and bring to the fore our assurance of being in line with them and all others who despised this neuclear invasion; and also assert that this will prove to be a final. We extend our heartiest gratitude for their perseverence and fortitude they showed. And despite having been a victim of this colossal loss Japan is one of the leading countries in Peace-March. And thissense of forebearance and peace loging is the root cause of their progress. Today Japan is the largest country whose contribution towards Economic Progress will be illuminating in golden words. In future there are great potentials of its being a Super Power. It is worth mentioning that Japan is one of the countries who donated largest funds for marking the celebration of the Youth Year. Japan is indeed a close fried of Pakistan. Economic and Financial aid from Japan is an epoch making for both countries. People of Pakistan especially youths should have to learn a lot from these devoted, untired, skilled and crafty Nation.

Muhammad Siddiqul Qadir
Editor -In-Chief

PERSONALITY OF THE MONTH

His Excellency
Mr. Toshiki Kaifu
Prime Minister of Japan

THE YOUTH INTERNATIONAL MAGAZINE

EDITOR-IN-CHIEF

Mohammed Siddique-ul-Qadri

ASSISTANT EDITORS

G.M. Qadri
M. Wasim Bhatti
Shahnaz Rashid

Regd. No. L 8503
Vol. No. 2 - Copy No. 8
Month of August 1990

REPORTERS

Miss. Samina Qadri
Taussef-ul-Qadri

Circulation Manager

ABDUL SATTAR NIAZI

Correspondants

Karachi	:	Abdul Rafique
Queeta	:	Sarfarz Alam, M. Riaz
Pashawar	:	Gul Ghani, Mohd. Riaz
Gilgit	:	Shehzada Hussain

Foreign Correspondants

West Germany	:	M.Arif Salimi
Saudia Arabia	:	Sultan Ahmed
Canada	:	Zubai. Chaudry
England	:	M. akram
U.S.A	:	Kamar Saeed

Address for Correspondance
The Monthly youth International
Aiwan-e-Auqaf Building (Near High Court)
P.O Box 2346, G.P.O Lahore (Pakistan)
Publisher : Mohammed Siddique-ul-Qadri
Monthly Youth International
(Urdo, English) Tel : 54729

Printed by Jisarat Printers
24 Sircular Road, Lahore Pskistan.

Price:- Rs. 15.00

CONTENTS

Editorial 4
Personality of Month Mr. Toshiki Kaifu 5
Visit of Japani's P.M. 13
Articles on Japan 20
London Pictures Service 22
New-zealand Economics 27

Alcatel is proud to be part of the Franco-Pakistani cooperation in the field of Communication Systems.

Alcatel CIT : Today's partner for tomorrow's telecommunications.

A trusted partner in more than 100 countries.
In a world of fierce competition, Alcatel CIT record successful presence on the five continents. That's because Alcatel CIT stands for skills.
Expertise. Imagination.
The continuous strive for a genuine, continued partnership with each of our customers : flexible approaches, solutions tailored to actual problems and goals, technical and financial support.

All links to communication : a total expertise.
Alcatel CIT masters every aspect of telecommunications : digital telephone switching, intelligent networks, data communications, submarine and land links using copper or fiber-optic cables, microwave links, space links. Alcatel has enormous resources to channel into Research and Development. An effort which made Alcatel CIT the worldwide leader in public digital switching networks with the largest base of ISDN subscribers in the world. Alcatel CIT also means the innovation and reliability you can expect from an international leader in communications systems, within a European group of world stature : Alcatel

ALCATEL
CIT

Alcatel CIT – 10, rue Latécoère – 78141 Vélizy Cedex – France
Tél. : (33-1) 30 67 96 20 – Télex 696 539 F – Fax : (33-1) 30 67 80 82

STRONG, STURDY, SPACIOUS, SAFE AND IN EXCITING COLOURS.

Club Deluxe

DELSEY
PARIS

Because you must trust your luggage like you trust an old friend

(Available at Duty Free Shops.)

We also Offer After Sales Service

NABSONS
188-A-I, P.E.C.H.S., II, Main Sharea Faisal, Karachi-75400 — Tel: 430639

THE YOUTH INTERNATIONAL MAGAZINE

Graceful Visit of Japani's P.M to Pakistan.

Details of Outcome - inside pages.